REGISTERED

No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

آفتاب کے طلوع سے لیکے اُسکے غروب تک خداوند کا نام ممدوح ہوگا زبور ۱۱۳: ۳

تم پر جو میرے نام سے ڈرتے ہو آفتاب صداقت طلوع ہوگا اور اُس کے پنکھوں میں شفا ہوگی (ملاکی ۴: ۲)

اُن لوگوں نے جو اندھیرے میں بیٹھے تھے بڑی روشنی دیکھی اور اُنپر جو موت کے ملک کے سایہ میں بیٹھے تھے نور چمکا (متی ۴: ۱۶)

جلد ۳۸	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہی۔ ۷ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء	نمبر ۱

اخبار کی بہار

مقام ہیسی ڈو دنیا میں ایک دہقان عورت سے ایک ہی وقت پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں جو ابتک سب زندہ ہیں

موئنٹ ولسن آبزرویٹری واقعہ امریکہ میں ایک نہایت بڑا اور عجیب [illegible] آئینہ موجود ہے جسکا ثانی دنیا میں نہیں

ولی عہد ڈول واقعہ برین میں ہولی وین کے چند وزن کیسٹر ہیں جو ڈیڑھ سو برس سے محفوظ رہے ہوئے ہیں۔ اس کی ایک بوتل کی قیمت ۴ لاکھ پونڈ ہے اور ایک گلاس کی قیمت ۴۷۴۴۶ اور ایک قطرہ کی قیمت ۵۰ پونڈ ہی!

عالموں نے اندازہ لگایا ہو کہ ۵۰۰۰ زبانیں تمام دنیا میں بولی جاتی ہیں۔ اسکے ساتھ بیشمار ڈائیلکٹس ہیں بے شک زبانیں مختلف ممالک میں بکثرت ہیں صرف برازیل میں ۶۰ زبانیں ہیں جن کا رواج ہے۔ میکسکو میں ۵۰ زبانیں ہیں۔ اور تمام دنیا میں ۲۵۰۰۰ ڈائیلکٹس ہیں *

ولایت میں پادری جان۔ ایف ہرورڈ صاحب اپنی ۹۰ برس کی عمر کا جشن منانے والے ہیں۔ وہ ایکہی جگہ ۵۵ سال سے خدمت کر رہے ہیں شاباش مرد خدا!

امریکن پرسبیٹرین جنرل اسمبلی آف انڈیا کا اجلاس ۲۹ روز ۲۹ ر دسمبر سے یکم جنوری تک ہوتا رہا۔ رونق عمدہ تھی *

ہوین ابجد کے صرف ۱۲ حروف ہیں اور تارتار کی ابجد کے ۲۰۲ حروف ہیں!

میکسیکن بیٹیاں چاکولیٹ کی ایسی مشتاق ہیں کہ گرجہ میں بھی اپنے ساتھ لیجاتی ہیں اور عبادت کے بیچ میں اُسے پیتی ہیں

برٹش میں سب سے زیادہ عرصہ تک وزیر اعظم رابرٹ ولپول صاحب رہے جو عرصہ ۲۰ برس اور ۳۲۶ دن تک اس عہدۂ جلیل پر ممتاز رہے اور سب سے تھوڑی مدت ارل آف باتھ رہے جو صرف دو دن تک اس عہدے پر مقرر رہے *

ملک جرمن میں لوکوموٹو ڈرائیورز کو اگر وہ بغیر کسی حادثے کے دس سال تک چلاویں سرکار سے سونے کا تمغہ اور ۵۰۰ روپیہ نقد انعام ملتا ہے *

ہندوستان کی ریلوں کی آمدنی یکم اپریل سنہ ۱۹۰۵ء سے ۳۰ ر دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء تک ۱۱ کروڑ روپیہ ہوئی *

ضلع گورکھپور کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا سوال غور طلب ہے

سونپور کے میلے میں ایک ہاتھی پاگل ہو گیا اور اُس نے دو آدمی مار ڈالے *

مہاراج گائیکوار نے حکم دیا ہے کہ اُس کے درباری حاضر ہونے والے دیسی لباس پہنکر دربار میں آیا کریں نہ کہ انگریزی

مسلم لیگ کی کامیابی دیکھکر مرہٹہ لوگوں کو بھی شوق دامنگیر ہوا ہے کہ وہ بھی مرہٹہ لیگ قائم کریں۔ چنانچہ بمبئی میں معزز مرہٹوں کا ایک جلسہ اس مطلب کے لئے فراہم ہوا تھا *

امرتسر سیالکوٹ کی ریلوے براہ پسرور نارووال ڈیرہ نانک تک بنائینگے اور شاید بھی اس سلسلہ میں ہوگا *

فاسک میں مسٹر جیکسن کے قتل پر عظیم ماتمی جلسے کئے گئے اور انکی یادگار کے لئے چندہ بھی شوق سے کھولا گیا ہے مسلمان لوگ علیحدہ یادگار قائم کرنیوالے ہیں *

لاہور میں نیشنل کانگرس کا اجلاس نمایاں کامیابی کے ساتھ کیا گیا۔

نورافشاں

لودیانہ جمعہ ۷ر جنوری ۱۹۱۰ء

فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیحی خاندان

نمبر ۲

جیسا کہ ہم گذشتہ نمبروں میں اس بات کو بخوبی ظاہر کر چکے ہیں کہ مسیحی خاندان خدا کی عین منشا کے مطابق بنائے گئے اور مسیحی خاندانوں کی فضیلت اس لحاظ سے اعلیٰ ہے کہ مسیحی خاندانوں کا رشتہ اور تعلق خاص خداتعالیٰ کے ساتھ ہے جس کے لئے اُس نے سب کچھ کیا ہے یہانتک کہ اُنکی مخلصی اور نجات کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے کو دُنیا میں قربان ہونیکے لئے بھیج دیا ہے اس لئے یہہ کہنا کہ خدا ہر صورت سے مسیحی خاندانوں کا محافظ اور معاون ہے کچھہ مبالغہ آمیز کلام نہیں ہے +

جبکہ مسیحی خاندانوں کا یہہ منصب اور درجہ ہے تو ضرور اُنکی ہدایت اور چلن کے قاعدوں اور ضابطوں کا دستورالعمل بھی بتایا گیا ہوگا کلام مقدس میں خدا نے خاندانی فرائض کے بہت عمدہ اور مفصل قاعدے بتلائے ہیں کہ جنپر چلکر یہہ مسیحی خاندان خدا کے حسب منشا کاموں کو پورا کر کے اُسکی نزدیکی اور قربت میں سرفرازی حاصل کر سکتے ہیں - کلام الٰہی انجیل مقدس میں ہمکو خاندان کے ہر ایک ممبر کے فرائض کا پتہ ملتا ہے - والد کے فرائض والدہ کے فرائض - لڑکے کے فرائض - شوہر کے فرائض - بیوی کے فرائض - آقا کے فرائض اور نوکر کے فرائض - حاکم کے فرائض محکوم کے فرائض سب قسم کے فرائض کا پورا پورا بیان کلام الٰہی ہم کو دیتا ہے - کلام پاک مسیحی خاندانوں کے لئے روز مرّہ زندگی کے لئے ایک دستورالعمل ہے +

مسیحی مصنفوں نے مع تفسیروں کے خاندانی فرائض کی نسبت عمدہ عمدہ کتابیں لکھی ہیں جواب موجود ہیں انگریزی میں تو بہت ہی کتابیں ہیں پر اردو میں کم ہیں پر تاہم کئی ایک ہیں جو عمدہ ہیں مسیحیوں کا اُن کے مطالعے کرنا ضرور ہے تا کہ اپنے فرائض کے ادا کرنے میں خبردار ہو کر ہوشیار رہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے دینی فرائض میں غفلت کر کے ایمان کی راہ سے بھٹک جاویں خدا کی مہربانی سے تمام خاندان ملکر نہ صرف اس زمین پر پر آسمان پر جہاں کہ تمام بچھڑے پیارے اور دوست ملکر پھر کبھی جدا نہ ہونگے ایک مبارک حالت میں ابدالآباد تک آسمانی خوشی کا شریک ہوگا جہاں نہ غم نہ رونا اور نہ جدائی ہوگی - کاشکہ مسیحی خاندان کے تمام شریک ان باتوں کی یاد کرتے ہوئے دنیا میں اپنے پیارے خداوند کی پاک مرضی کے بجالانے میں سرگرمی اور شوق کے ساتھ ہمیشہ ساعی و کوشاں رہیں تا کہ یہاں باپ کا جلال ہو اور آئندہ جہان میں راحت ابدی حاصل ہو +

۲۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء سے یکم جنوری ۱۹۱۰ء تک برابر چار روز امریکن پریسبیٹیرین جنرل اسمبلی مشن کے گرجہ گھر میں منعقد ہوتی رہی جس میں بہت دور دور کے پادری صاحبان دیسی اور یورپین شامل ہوئے جس سے مشن احاطہ میں بڑی رونق رہی اس دینی اور سب سے اعلیٰ محکمہ میں بہت سے کام اور انتظام ہوئے اور بندوبست کئے گئے گذشتہ جنرل اسمبلی کے ماڈریٹر بنگال کے مشہور لفٹنٹ گورنر صاحب تھے مگر وہ ولایت تشریف لے گئے تھے جہاں سے اُنہوں نے نہایت عمدہ خط لکھے جو اس اسمبلی کے روبرو پڑھے گئے اور امسال کثرت رائے سے جناب پادری ای ایم ویری صاحب - ایم - اے - ڈی - ڈی - مشنری ساکن لودیانہ ماڈریٹر مقرر ہوئے اور بڑی عزت کے ساتھ انہوں نے ماڈریٹر کی کرسی کو زینت دی اور بڑی لیاقت اور خوبی کے ساتھ اسمبلی کے کام کو انجام دیتے رہے اور آخری روز جبکہ اس محکمہ کا اجلاس ختم ہونے پر تھا انہوں نے ایک نہایت پُرجوش اور مفید تقریر کی جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ تمام دنیا میں خدا کے فضل سے مسیحی جماعتیں مقرر ہو گئی ہیں اور خدا کی برکت کثرت سے اسکی بشارت کے کام پر نظر آ رہی ہے اور غیر مذاہب کے لوگ ایک خاص قسم کی گھبراہٹ اور کشمکش میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں اور حقیقت کی تلاش میں ہیں جس کو وہ امید ہے کہ آخرکار حاصل کر کے حقیقی نجات دہندہ کو قبول کرینگے - جنرل اسمبلی کے متعلق ہر روز صبح کو عبادت اور مختصر نصیحتیں ہوتی رہیں جو نہایت مفید تھیں



تھیں۔ اور سامعین کو ان سے بڑا فائدہ ہوا۔ اور یکم جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو نئے سال کی عبادت بھی انگریزی زبان میں ہوئی۔ جس کے ساتھ عشائے ربانی کی رسم بھی ادا کی گئی اور اگلے روز اتوار تھا اور بہت صاحبان بسبب اسکے سفر کرنے سے رک گئے۔ اور اس لئے اتوار کی عبادتوں میں معمول سے زیادہ رونق رہی۔

پادری بی بی لائے صاحب پروفیسر بنسبو کالج سیکرٹری سہارنپور کی کوشش سے ایک روز این۔ ایم۔ ایس سوسائٹی کیلئے ایک جلسہ فراہم کیا گیا جس کے میر مجلس بزرگ پادری کے سی۔ چیٹرجی صاحب مشنری ہوشیارپور مقرر ہوئے۔ جنہوں نے بڑی عمدگی کیساتھ ڈاکٹر کیری صاحب کی زندگی کا مختصر حال سنایا۔ اور سوسائٹی مذکور کے شروع ہونیکا بھی مختصر ذکر کیا جو سنہ ۱۹۰۵ء کو بمقام سیرامپور قایم ہوئی تھی اور پُرجوش فقروں میں لودیانہ میں اُس کی شاخ کے جاری کرنے کی تحریک کی۔ جس پر فوراً حاضرین میں سے کئی ایک صاحبان اُسکے ممبر ہونے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور جناب ماسٹر بہاری لعل صاحب ہیڈ ماسٹر مشن ہائی اسکول لودیانہ کثرت رائے سے اس کے سیکرٹری مقرر کئے گئے اب اُمید ہے کہ اس جگہ بھی اس سوسائٹی کی شاخ مقرر ہو جاوے گی۔ اور باقاعدہ طور پر اس کی کارروائی ہوا کرے گی۔ بڑی ضروری اور لازمی بات ہے کہ کل دیسی مسیحی ایک دل ہو کر اس بڑی ذمہ واری کے کام کو اپنا سمجھ کر اپنے ہاتھوں میں اُٹھالیں اور اس کی ترقی کے لئے بہمہ وجوہ کوشش کریں۔ تاکہ دیسی بھائیوں کے وسیلے سے انجیل کی بشارت دیجاوے اور خدا کا جلال ظاہر ہو۔

پادری ٹی۔ ایس۔ وانگو صاحب سیکرٹری برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی نے ہمارے پاس ایک انگریزی اشتہار بابت مختلف زبانوں کی بائبلوں کے بھیجا ہے جو اُنہوں نے آگرہ کانفرنس میں مشتہر کر کے شایع کیا تھا جس میں ذکر ہے کہ سو زبانوں میں ایک سو بائبلیں ۹۱ اہم زبانوں میں سے سو زبانوں میں چیدہ چیدہ کانفرنس کے حاضرین کے ملاحظہ کے لئے موقعہ پر موجود رکھیں۔ اور اطلاع عامہ کیلئے اُس کے ساتھ اور بیان بھی دلچسپ درج کیا ہے کہ برٹش اور فارین بائبل سوسائٹی نے جو سنہ ۱۸۰۴ء میں قایم ہوئی تھی۔ ایک سو برس کے عرصے میں اُس نے ۴۱۸ دنیا کی زبانوں میں بائبل کے ترجمے کر کے اُن کو مشتہر کر دیا ہے جن میں سے ۱۰۵ یورپین اور ۳۲ امریکن اور ۱۵۱ ایشیا کی زبانیں اور ۱۰۲ افریقہ کی زبانیں ہیں اور ۵۸ اوشنیئن ہیں۔ سوسائٹی کے اس کام پر خدا کی زیادہ برکت ہو۔

ہمعصر مسافر آگرہ دو ہفتہ سے وید بائبل اور قرآن کا مقابلہ کر رہا ہے جس کو پڑھکر ہم کو بڑا تعجب آتا ہے کہ ہمعصر باوجود تعلیمیافتہ اور صاحب علم ہونے کے کیسی عقلمندانہ کارروائی کر رہا ہے۔ جو ایک باہوش اور ذوی عقل محقق سے ہرگز ہرگز سرزد نہیں ہو سکتی۔ کہیں کہیں کا بیان نکال نکال کر تین مختلف کتابوں کا مقابلہ بے ٹھکانہ باتوں اور مختلف قصہ جات سے عجیب طرح کا بے ربط حاشیہ چڑھانا کونسی عقلمندی کا کام ہے اور اس طرح سے کیونکر سچائی اور کذب معلوم ہو سکتا ہے۔ ہم ہمعصر کو بتلانا چاہتے ہیں کہ کس طرح سے وہ مقابلہ کرکے سچ اور جھوٹ کو پرکھے۔ وہ طریقہ جو ہمعصر نے اختیار کیا ہے۔ بالکل قابل اعتراض ہے۔ پر یہ طریقہ ہے کہ ہمعصر ویدوں کے اصول جو خاص خاص ہیں پیش کرے اور اُن کا مقابلہ قرآن اور بائبل کے اصولوں سے کرے اور دکھلاوے کہ اصول وید حق و درست ہیں اور اس یا اُس وجہ سے قرآن اور بائبل کے اصول ناقص ہیں تب تو کوئی بات ہے ورنہ جو چال ہمعصر نے اب اختیار کی ہے۔ وہ بالکل بے قاعدہ اور فضول ہے یوں تو ہم کسی وید کے قصہ کو لیکر اُس پر سینکڑوں اعتراض کر سکتے ہیں۔ اور تمسخر اڑا سکتے ہیں۔ ہمعصر کو واضح ہو کہ جو قصہ لوط کا ابرہام کے ساتھ جھگڑا وغیرہ کا ہوا۔ وہ اُن کا خانگی معاملہ تھا۔ اور جیسا کہ ہوا تھا وہ درج کیا گیا ہے اور اس کے نتیجہ سے آدمزاد کو نصیحت دینے کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ اور اس سے کچھ مطلب نہیں ہے۔ اس سے کوئی مسیحی دین کی صداقت یا بطالت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ ناحق ہمعصر نے اس قصے سے سر دردی کی اور کلام مقدس کے جھٹلانے کی بیفائدہ کوشش کی ہے۔

مہاتما منشی رام جی کا لیکچر بذریعہ پرکاش ہمارے پاس پہونچا ہے۔ جو آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء کی شام کو دس ہزار سے زیادہ کی حاضری میں دیا گیا تھا۔ ہم نے اس کو بخوبی غور سے پڑھا ہے۔ درحقیقت یہ بیان دل کو ہلا دینے والا ہے۔ جس میں آریوں کی موجودہ حالت کی بے کسی کا ذکر ہے اور مخالفت کے سیاہ بادلوں کا چار طرف سے چھا جانا کچھ کم حیرت افزا نظارہ آریوں کے لئے نہیں بلکہ تمام سامعین کے لئے بھی افسوس کا باعث ہے۔ لیکچر مذکور میں کئی ایک باتیں ایسی ہیں کہ جن کی نسبت ہم کچھ لکھنا چاہتے ہیں:۔

۱۔ اگرچہ صاحب لیکچرار عیسائیوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں پر حقیقت یہ نہیں ہے۔ عیسائی کسی کے دشمن نہیں ہیں اور جو کچھ وہ تحریری یا تقریری طور پر آریوں کی نسبت لکھتے یا کہتے ہیں۔ وہ دشمنی سے ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت کا بیان کرتے ہیں۔ اگر لیکچرار صاحب یا کوئی دوسرے آریا صاحب کسی تحریر یا تقریر میں دشمنی یا ضد یا عناد کا ثبوت دیویں تو ہم ایسے دعوائی کو سچ سمجھیں گے۔ ورنہ یہ عیسائیوں پر ناحق کا الزام ہے۔ عیسائی ہرگز ہرگز آریوں کے یا کسی دوسرے غیر مذہب والے کے دشمن نہیں ہیں۔ پر جو کچھ وہ کہتے ہیں محبت کی راہ سے حقیقت کے اظہار کے لئے کہتے ہیں۔ اور

سب کی نجات چاہتے ہیں۔

۲۔ صفحہ ۱۳ سطر ۱۸ میں لیکچرار صاحب لکھتے ہیں کہ "وید کے سارے اصولوں کو امریکہ اور یورپ قبول کر رہا ہے"۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ امریکہ و یورپ آریہ ہو چلا ہے۔ ہم بھی جو کچھ وید میں اچھی عمدہ اخلاقی تعلیم ہے۔ اُس کو اچھا اور سچا سمجھتے ہیں۔ مگر گنہگار کی نجات از روئے وید کس عمدہ نیم پر ہے؟ اس میں دل کی صفائی گناہ سے خلاصی اور آسمانی راحت اور حیات ابدی کا وسیلہ کیا ہے؟ کرموں کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور کرم کون کر سکتا ہے؟ تو نجات معدوم اور کرم لاحاصل۔ پر دین عیسوی میں گنہگار کی شدھی کرنے والا روح القدس گنہگار کے دل کو پاک کرنے اور تمام نجاستوں سے دھونے کے لئے موجود ہے۔ اور گناہوں کا کفارہ دینے والا کفارہ گاہ میں موجود ہے۔ جو اس تمام کام کو بڑی خوبی سے انجام دے چکا ہے اور مژدہ نجات بخش کا اعلان جاری ہے۔ توبہ کرو اور ایمان لاؤ۔ اور نجات پاؤ پر وید میں یہ طریقہ نجات کہاں۔ اُس میں تو صرف کرموں کو گھسا رکھا گیا ہے۔ اس لئے کتنا ہی وید کے اعلیٰ مضامین پیش کئے جاویں۔ پر نجات کے ضروری اور اہم معاملہ میں سب بے سود ٹھہرتے ہیں

۳۔ صفحہ ۱۷ سطر ۱ سے ۷ تک میں لیکچرار صاحب آریوں کو نیک صلاح دیتے ہیں کہ "دشمنوں کی تمام سختیوں کو سہن کرتے ہوئے اپنی گردنیں آگے کرو۔ تمہاری گردنوں پر گردنیں کٹتی جاویں۔ مگر تمہارے منہ سے اُف نہ نکلے۔ اور اگر کوئی کلمہ نکلے تو یہ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آ ئے"۔

صبر اور برداشت کی یہ صلاح بہت نیک صلاح ہے مگر ہم عرض کرتے ہیں کہ ایسے لئے انسان کے مزاج کا از سر نو تبدیل ہونا ضروری ہے۔ اور یہ تبدیلی کیونکر ہو سکتی ہے۔ ہم آریوں سے اس کی نسبت سوال پوچھتے ہیں؟ اس کی نسبت خداوند یسوع مسیح صاف صاف فرماتا ہے کہ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی از سر نو پیدا نہ ہو تو وہ آسمان کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا"۔ اور یہ نئی پیدائش صرف روح القدس کا کام ہے اور کسی دوسرے سے یہ کام ہونا ناممکن ہے۔ تو پھر جب وید میں روح القدس کا کوئی نشان نہیں تو کس طرح سے دل کی تبدیلی نصیب ہو سکتی ہے۔ اور ایسا عمدہ مزاج حاصل ہو سکتا ہے؟ اسلئے اب تک نہیں ہوا پس کی تحریک بیجا۔ کتنے زور سے کیوں نہ کی جاوے۔ لیکن بغیر روح القدس کی برکت کے ایسا مزاج بننا نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے۔

۴۔ ہم مہاتما جی کیساتھ ہمدرد ہیں۔ ہم امن پسند ہیں ہم اُن کے دشمن اور مخالف نہیں ہیں دل سے چاہتے ہیں کہ تمام باتوں میں جہاں تک وہ سچائی کے معتقد ہیں زیادہ ترقی کریں۔ اور جو نقص والی باتیں ہیں اُنکو وہ چھانٹیں۔ اور حقیقی راہ نجات سے واقفیت حاصل کر کے فضول باتوں کو ترک کریں اور آخر کار پوری سچائی تک پہونچیں۔ اور نجات کو حاصل کر سکیں

ہمارے آریہ بھائی ہمیشہ بڑے فخر سے کہا کرتے ہیں کہ وید میں سب کچھ زمانوں سے پہلے موجود تھا۔ ریل۔ تار اور تمام قسم کی میشینری اور تمام علوم و فنون اور سائنس کا منبع صرف وید ہی تھا پر اب ہمعصر پرکاش کو یہ بھی پتہ لگا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب بھی وید ہی سے نکلے ہیں۔ چنانچہ ہمعصر اپنے اخبار مطبوعہ ۲۵ دسمبر صفحہ ۷ کے کالم میں "بھارت ہی سنسار کا گورو ہے"۔ کے عنوان کے نیچے ذیل کی عبارت لکھتا ہے

"اس میں شک نہیں کہ بھارت ورش سے ہی۔ مصر۔ یونان۔ روم۔ چین اور عرب کے لوگوں نے ودیا پڑھکر اپنے اپنے مذہب کو نکالا۔ اگر ہمارے ہندو بھائی سوچیں گے تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ بھارت ورش ہی سے ودیا حاصل کر کے غیر ممالک شائستگی کے زینے پر چڑھے ہیں۔

بھارت ورش میں زردشت نے سب سے پہلے سکشا پا کے مجوس مت ایران دیش میں پھیلایا۔ اور اُس کے نیموں کو ایک پستک میں لکھکر اُس کا نام ژندہ وستھا رکھا اور اُس کو خدائی کتاب ظاہر کیا۔ زردشت سے موسے نے مذہب کے متعلق تعلیم حاصل کر کے یہودیہ ملک میں اس کا پرچار کیا اور اپنا مذہب موسائی مذہب کے نام سے چلایا۔ اور توریت لکھی۔ موسے اور اُس کے لیڈر داؤد اور سلیمان کے زبور سے مذہبی تعلیم پا کر عیسیٰ نے اپنا مذہب شام دیش میں چلایا۔ عیسیٰ کے شاگردوں نے اس مت کے نیموں کو عبرانی زبان میں لکھا اور اُس کا نام انجیل رکھا۔ زردشت موسیٰ اور عیسیٰ سے حضرت محمد صاحب نے خیالات لیکر اسلام مذہب کھڑا کیا۔ اور اس کے نیموں کو لکھکر اُس کا نام قرآن رکھا۔ اور اُس کو کلام اللہ بتایا"۔

لیکن اگر راقم مضمون عقل اور فکر کے یہ سوچ لیتا کہ ان مذاہب میں اگر یہ وید مقدس ہی سے نکلے تو پھر اتنی بڑی اور ایک دوسرے سے مختلف تعلیمات کہاں سے آگئیں تو ایسا لغو اور بے تکا مضمون لکھنے کی ہرگز دلیری نہ کرتا۔ ان تمام مذاہب کو ایک دوسرے کے ساتھ کچھ بھی مناسبت نہیں۔ اگر کبھی ان سب کا اتفاق ایک دوسرے کے ساتھ ہوتا تو ایسا کہنا اور خیال کرنا کچھ قدر رکھتا پر جس حال میں کہ وہ تعلیمات اور اصولوں میں ایک دوسرے سے آسمان و زمین کی مخالفت رکھتے ہیں تو ایسا خیال کرنا بھی ہماری دانست میں ہوائی باتیں کرنے سے زیادہ اور کچھ وقعت نہیں رکھتا اور جو بات بلا ثبوت کہی جاتی ہے وہ عقلمندوں کے نزدیک قابل قبول نہیں ٹھہر سکتی۔

ہمعصر افغان اخبار مطبوعہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۹ء میں "آریوں کی صفائیاں" کے عنوان سے اپنے ایڈیٹوریل کالم میں ایک مضمون درج کرتا ہے جس میں بڑی صفائی سے نہ صرف موجودہ آریہ صاحبان کی طرز تحریر اور گفتگو پر اعتراض کرتا ہے۔ بلکہ خود دیانند سوامی کی طرز جو انہوں نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں دوسرے مذاہب کی نسبت اختیار کی تھی اُس کی نقص والی بات ثابت کرتا ہے اور جتاتا ہے کہ اب جبکہ اہل اسلام تنگ آ کر بجنگ آمد کے مقولے کے مطابق آریوں کی چھیڑ چھاڑ پر ان سے وہی سلوک کرنا شروع کیا تو وہ برافروختہ ہوتے ہیں اور وہ اب اسی مضمون میں آریوں کو صلاح دیتا ہے کہ جیسا آپ نے

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

اقول۔ جو کچھ بیان ایڈیٹر صاحب نے قریش کی نسبت کیا۔ اگر سچ سمجھا جاوے کہ اُنہوں نے ایسا کیا کہ اسلام کا نیا پودا اُن کیلئے وبال جان نظر آتا تھا۔ اور وہ اُس کی طاقت کو اپنے قابو سے نکلتا ہوا دیکھتے تھے۔ اور خوف زدہ ہو رہے تھے کہ یہ نیا فرقہ کیا رنگ لائیگا اس لئے جو کچھ وہ کرتے تھے اُس کو مغلوب کرنے کی نیت سے کرتے تھے۔ اور اُن کا حق بھی ایک طرح سے تھا۔ مگر جب انہوں نے دیکھ لیا کہ یہ ہر صورت سے بڑھکر اور ایک جتھہ بنکر مامعا بھی کرنے لگے۔ اور بڑے بڑے بہادر اس میں جا ملنے لگے تو اُن کی حفاظت کیونکر نہ بیٹھتی اور انتظامی معاملات میں وہ کیوں کوشش نہ کرتے۔ اُن کا حق تھا۔ اور جیسا میور صاحب لکھتے ہیں۔ زیادتی سار مسلمانوں کی تھی۔ کیونکہ اُن کی طرف سے لوٹ کھسوٹ شروع ہو گئی تھی۔ ان سب باتوں کا خیال کر کے قریش کچھ تو کرتے

قولہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک مکہ کو چھوڑا جب تک کہ اہل مدینہ سے اس امر کا پختہ وعدہ نہ لے لیا کہ وہ آنحضرت اور آپ کے ساتھیوں کی حفاظت و حمایت میں جان و مال سے بھی دریغ نہ کرینگے۔

اقول۔ ایڈیٹر صاحب پہلے اس امر کو واضح طور سے کئی مقامات پہ پیچھے لکھ چکے ہیں۔ کہ آنحضرت نے مکہ میں ٹھہرنا گویا حکم آلہی سمجھا ہوا تھا اور دیر تک منتظر حکم آلہی کے رہے۔ اور یہی وجہ اُن کی ٹھہرنے کی بتاتے رہے لیکن اب اس بیان میں اب یہ دوسری وجہ بتائی جاتی ہے۔ اور ہماری رائے میں یہ دوسری وجہ زیادہ موزوں اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ پر اس حالت میں پہلی وجہ درست نہیں ٹھہرتی۔ اور اُس کا جواب ایڈیٹر صاحب کے ذمے ٹھہرا۔

قولہ۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آکر مکہ کے دشمنوں سے غافل رہتے آپ نے آتے ہی قریش کے اس آنے والے حملے سے اپنا بچاؤ کرنے کے لئے مناسب تیاریاں شروع کر دیں۔

اقول۔ بالکل سچ ہو۔ بڑے دانا و عقلمند تھے۔ بڑی سمجھ سے تمام کارروائی کرتے تھے۔ مکہ میں مخالفت کا بازار گرم ہو چکا تھا۔ پر مدینے میں امن تھا۔ اور لوگ معتقد ہو گئے تھے اور وہاں ایک جمعیت بن گئی تھی۔ اور اب جنگ کرنے کی ہمت حاصل ہو گئی تھی۔ کیونکہ مدینے کے کچھ بہادر لوگ ساتھ مل گئے تھے۔ اور دلی مدعا حاصل ہوتا نظر آتا تھا۔ اب کیا مشکل تھا فوراً جہاد کا حکم ہو گیا۔ اور بذات خاص جنگ پر آمادہ ہو کر بہادری سے لڑے۔ اور اچھی طرح لوگوں کو مطیع کیا۔ اور اپنا دبدبہ رفتہ رفتہ ایک طریقے سے بٹھا ہی لیا۔

قولہ۔ مذکورہ بالا گروہ سے بھی زیادہ خطرناک یہودیوں کی وہ قومیں تھیں جو سینکڑوں سال سے مدینہ اور اُس کے قرب و جوار میں آباد تھیں۔ اور جنہوں نے ہتھیار بند حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کے لئے قلعہ بند مکان بنائے ہوئے تھے۔ وہ ان لوگوں کے بھائی بند اور جانشین تھے جنہوں نے اپنے ہی مسیح کو صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ کیا رسول عربی جو بنی اسرائیل کے ہمسر بنی اسمٰعیل سے پیدا ہوا تھا۔ اور جس کی شریعت تمام پہلی شریعتوں کو منسوخ کرتی تھی۔ ان یہودیوں کے ہاتھ سے اس مسیح کی نسبت بہتر سلوک کی امید کر سکتا تھا جو کہ انہی کی نسل سے پیدا ہوا۔ اور دعوے بھی یہ کیا کہ کوئی شریعت کا ایک شوشہ بھی تبدیل نہ کیا جاوے گا

اقول۔ اوّل تو قریش دشمن بنائے جاتے ہیں۔ اور اُن کے برخلاف جہاد ہوے تھے۔ اور اب یہودیوں کے بھی پیچھے پڑ گئے اور ایڈیٹر صاحب خود ہی بیان مندرجہ بالا میں اقرار کر رہے ہیں کہ مذہبی جوش اور اختلاف کا معاملہ یہودیوں کا بھی مسلمانوں کے ساتھ تھا۔ اس لئے وہ اُن کے دشمن بن گئے۔ اور تھے بھی وہ زبردست۔ پر چاہئے غور ہے کہ یہودیوں کو مسلمانوں سے مذہبی معاملات میں کیا عناد تھا۔ اُنہوں نے مسلمانوں کو تو یہودی نہیں بنانا تھا۔ وہ تو بے چارے اپنے عقائد پر کاربند تھے۔ اب ایڈیٹر صاحب ناحق کی دشمنی اُن کے ذمہ لگاتے ہیں۔ اور دلیل بھی لچر دیتے ہیں۔ کہ جب مسیح کیساتھ یہودیوں نے ایسا کیا تھا تو محمدی صاحبان یا آنحضرت کے ساتھ کس طرح سے سلوک کرتے۔ جناب اُن کا مذہبی معاملہ بالکل علیحدہ تھا۔ نہ وہ کسی سے تعلق رکھتے اور نہ کسی کو اس کیلئے مجبور کرتے تھے۔ مگر مسلمان لوگوں نے شروع ہی سے اُن کو دق کرنا شروع کیا تو وہ ناچار اپنے بچاؤ کے لئے لڑنے لگے ورنہ اُن کو مذہبی لگاؤ سے جنگ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ایسا کہنا اُن پر ناحق کا الزام لگانا ہے۔ اب رہا معاملہ خدا کے کلام کے منسوخ ہونے اور ٹل جانے کا۔ محمدی صاحبان ایسی غلط تعلیم کو مانیں ہم تو ایک لمحہ بھی ایسا خیال نہیں کر سکتے کہ خدا کی شریعت بدلنے والی ہے اور مٹ جانے والی ہے۔ ہم تو تا ہنوز اعتقاد رکھتے ہیں کہ توریت کا ایک نقطہ اور ایک شوشہ بھی نہ مٹیگا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ شریعت کا تکمیل پانا ضروری ہے۔ اگر انسان شریعت کو پورا نہ کر سکے تو اُس کا شفیع اُس کو انجام دے بہر حال شریعت کا عدول بے سزا یا بلا عوض کے نہ رہیگا مگر یونہی شریعت کا منسوخ بالکل بے جا ہے۔ اور خلاف کلام آلہی ہے۔ باقی آئندہ

وزیر ہند نے اس سکیم کو منظور کر لیا ہے کہ گورنمنٹ ہند کے اُن دفتروں کے کلرکوں کو ترقی دیجائے جنہیں ایک مقام سے دوسرے پر جانا پڑتا ہے۔

مراسلات

ارکان ستہ

مرقومہ پادری غلام مسیح

دیباچہ

خطبات ہذا فدوی کے اُن خطبات کا مجموعہ ہیں جو ۱۵ جون ۱۹۰۹ء سے ۲۲ جون تک مدرسہ علم الٰہی واقعہ سہارنپور سمر سکول کے موقعہ پر سنائے گئے تھے ۔ اور غرض ان خطبات کے سنانے کی یہ تھی کہ سمر سکول کے طلبار قرآن عربی کی اصولی باتوں سے آگاہ ہو کر محمدی قوم میں مسیحی خدمت کو انجام دینے کے طریق اور ضرورت سے واقف ہوں اور قرآن عربی کو خدمت مذکورہ میں کام میں لانا ضروری سمجھیں اور یہ بھی دیکھ لیں کہ قرآن عربی کہاں تک خدمت مذکورہ میں ہمارا ساتھ دے سکتا ہے ۔ اور کہاں کہاں وہ ہمارا مخالف ہوتا ہے ؟

لیکن جب طلبار اور معلمین مدرسہ مذکورہ نے یہ خطبات سنیں تو بالاتفاق راقم کو اسبات کی ترغیب دی کہ ان خطبوں کو ضرور شایع کیا جائے ۔ تاکہ اُن سے دیگر مسیحی خادم اور محمدی صاحبان فایدہ اُٹھائیں ۔ لہذا ان صاحبان کی ترغیب سے خطبات ہذا شائع کرائے گئے ہیں ۔ اور ان کا نام :-

ارکان ستہ رکھا گیا ہے ۔

کسی واقف کار سے پوشیدہ نہیں کہ ہر ایک مذہبی کتاب کے اپنے بنیادی اصول ہوتے ہیں ۔ جن کے حق و باطل ہونے سے وہ کل کتاب حق یا باطل سمجھی جا سکتی ہے اور ایسے ہی اصول قرآن عربی کے بھی ہیں جن پر قرآن عربی کی قدر و قیمت منحصر ہے ۔ ان خطبات میں قرآن عربی کے بنیادی اصولوں کا جیسا کہ قرآن عربی میں انکا بیان آیا ہے ذکر کیا گیا ہے پر اختصار کیساتھ اس بیان سے ہر ایک ناظر بوقت ضرورت آسانی سے کام لے سکتا ہے اور قرآن عربی کا بوقت ضرورت موازنہ کرکے دکھا سکتا ہے اور اس سے قرآن عربی کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں ہے +

راقم یا خطیب نے ہر ایک خطبے کے مضمون کی جو کیفیت قرآن عربی سے ظاہر ہو سکتی تھی ظاہر کرنے پر اکتفا کی ہے ۔ اور طوالت کے خوف سے اُن نتائج کا اپنی طرف سے بیان نہیں کیا ہے جو ہر ایک خطبے کے اُس بیان سے نکل سکتے ہیں ۔ جو قرآن یا حدیث کے مقامات منقولہ کا نتیجہ ہیں ۔ اس لئے ہر ایک ناظر سے التماس کی جاتی ہے ۔ کہ ہر ایک خطبے سے خود مطالب کو حسب ضرورت پیدا کر لیا کریں +

خطیب نے خطبات ہذا کو پادری ایچ ۔ سی ۔ ویلیٹی صاحب کی یادگاری میں جنہوں نے راقم کو خطبات ہذا کے سنانے کی دعوت دی تھی ۔ **ویلیٹیر سکس لیکچرس آن دی قرآن** کا نام دیا ہے ۔ کیونکہ درحقیقت آپ ہی خطبات مذکور کے تیار کرنے میں محرک ہوئے ۔ اور آپ ہی نے قرآن پر لیکچرس کے خیال کو ایجاد کیا ہے ۔ اور اُمید قوی ہے کہ ہر سال لیکچرس کا یہ سلسلہ جاری رہیگا جسکا یادگار نام **ویلیٹیر لیکچرس آن دی قرآن** ہوگا

آخر میں خطیب کی یہ دعا ہے کہ خداوند یسوع مسیح میں خدا کا جلال اور اُس کی وہ نجات جو اس نے یسوع مسیح میں بنی آدم کے لئے تجویز فرمائی ہے ۔ ان خطبوں کے وسیلے سے محمدی قوم میں ظاہر ہووے ۔ اور یہ قوم اُسے دیکھے اور قبول کرے ۔ اور نجات پائے آمین ۔

نبـــــذ

اور

محمدی قوم کی نجات کا طلب گار غلام مسیح

دہرادون ۔ یو ۔ پی

قرآن میں آلٰہی تصوّر

حاضرین میرے نئے اسلام پر لیکچرس کے معانی ۔ تعلیم القرآن پر لیکچرس ہیں ۔ اور تعلیم القرآن پر لیکچرس سے خود بخود اسلام کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی ۔

افسوس کا مقام ہے کہ قرآن عربی کی تعلیم سے جیسے مسیحی فی زمانہ بے خبر رہے ۔ ویسے ہی بے خبر اہل القرآن چلے آئے ہیں ۔ اور ہر دو اقوام کی اس بے خبری سے ہر دو اقوام کے درمیان جدائی اور بُعد کے وہ میل پیدا ہوتے چلے آئے ہیں جن کی مسافت کو طے کرکے اب ہم محمدی قوم کے درمیان مسیحی خدمت کو انجام دینے کی غرض سے پہونچا چاہتے ۔

میری غرض ان لیکچرس سے یہ ہوگی کہ جو بُعد و جدائی کا فاصلہ مسیحی اور محمدی قوم میں تعلیم القرآن سے پیدا شدہ مان لیا گیا ہے ۔ اسے چھ منزلوں پر تقسیم کرکے ہر ایک منزل کی حاضرین کے روبرو پیمائش قرآن عربی کی گزوں سے کرکے دکھاؤں کہ یہ فاصلہ کس طرح بنتا اور کس طرح بالکل ملیا میٹ ہو جاتا ہے ؟

میرے خیال کے موافق مسیحیت اور محمدیت میں جو سب سے بڑی اور فاصلے کی لمبی منزل ہے ۔ وہ توحید الٰہی کا اعتقاد ہے فی زمانہ دنیا جانتی آئی ہے کہ مسیحی توحید اور محمدی توحید میں نہ صرف زمین و آسمان کا فرق ہے پر رات و دن کی نسبت ہے ۔ جس تصور الٰہی کو مسیحی وحدت الٰہی مانتے آئے اُسے محمدی کفر فاش تصور کرتے آئے اور جس وحدت کے محمدی معتقد ہوتے آئے اس کا انکار مسیحی کرتے آئے ۔

اب کیا میں اس فاصلے کو طے کرکے مسیحیوں اور محمدیوں کو ایک ہی وحدت کے معتقد دکھا سکتا ہوں ؟ بلاشک میرے جیسے آدمی سے کوئی اسبات کی اُمید نہیں کر سکتا ہے پر میں ؛ مشکل نیست کہ آساں نشود

مرد باید کہ ہراساں نشود



کے معقولے پر عمل کر کے اس منزل میں قدم اُٹھاتا ہوں۔ اور میں حاضرین کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ ایسا ہی ثابت ہو جائیگا اور درست مسلمات قرآن سے ہر دو اقوام مشترکہ وحدت الٰہی کی معتقد ثابت ہو جائیں گی ۔ (باقی آئندہ)

مُلکِ کنعان کی سیر

سلسلہ کے لئے دیکھو ۱۰ دسمبر ۱۹۰۹ء

یہ وادی نہایت سرسبز اور شاداب ہے۔ البتہ مردہ سمندر کا کنارہ سخت بنجر اور ویران ہے۔ مُلک کنعان کا مشہور دریا صرف یردن ہے۔ جس کا منبع کوہستان حرمون ہے۔ حرمون سے چھوٹی چھوٹی پانی کی نالیاں نکل کر ایک جھیل میں جس کا نام فی زمانہ ہُلا ہے گرتی ہیں۔ یہاں سے دریائے یردن نکل کر ۱۰ میل تک تنگ وادیوں سے گذرتا ہوا جھیل گینسرت جس کو طبریاس بھی کہتے ہیں آن گرتا ہے۔ یہ جھیل ۷۰۰ فٹ بحیرہ شام سے نیچے ہے۔ دریا یردن اس جھیل سے نکلکر جنوبی سمت کو بہتا ہوا ۲۰۰ میل کی مسافت طے کر کے مردہ سمندر میں جا گرتا ہے۔ ہیر پھیر کے سبب اسقدر طول ہے۔ ورنہ سیدھا ہو تو صرف ۶۰ میل سے زیادہ نہیں۔ مردہ سمندر بحیرہ شام سے ۱۲۹۲ فٹ نیچے ہے۔ کنعان کا صرف یہی ایک دریا ہے۔ جو بارہ مہینے بہتا ہے۔ باقی تمام ندی نالے بارانی ہیں جو برسات کے ایام میں جاری ہوتے ہیں۔ باقی تمام سال خشک رہتے ہیں۔ صرف ایک اور دریا جس کا نام کشن ہے اُس کے آخری سات میل میں پانی رہتا ہے۔ کنعان کے شمال میں پہاڑوں کے دو سلسلے ہیں۔ جن کا نام لبنان اور انٹی لبنان ہے۔ اُن کے درمیانی وادی کا نام کول سریا ہے جہاں بعل بک کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔

فی زمانہ ملک کنعان وہ خوشنما اور دل خوش کن منظر نہیں رہا۔ جو آج سے ۱۹۰۰ برس پہلے تھا۔ اُن خوشنما نظاروں کے بدلے جابجا کھنڈرات کے ہیبتناک عبرت انگیز منظر پائے جاتے ہیں۔ یہودیہ میں تو میلوں تک کچھ رونق کچھ آبادی۔ کچھ برکت نہیں دکھائی دیتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح جالمین کے یہ الفاظ اس سرزمین پر صادق آ رہے ہیں۔ تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ متی ۲۳: ۳۸۔ جہاں کوئی پانی کا چشمہ یا کنواں ہے وہاں چند مستورات پانی کے گھڑے لئے دکھائی دیں گی اس سرزمین میں بمشکل کوئی جگہ خالی ہوگی۔ جہاں قدیم زمانہ کے نشانات نہ پائے جاتے ہوں۔ صلیبی لڑائیوں کے نشان رومیوں کی سلطنت کے نشانات سکندر اعظم اور یونانیوں کی یادگار کے کھنڈرات بلکہ حضرت یشوع کے عہد سے پہلے کے کھنڈرات بھی بعض جگہ پائے جاتے ہیں۔

اس وقت کنعان کی آبادی کسی ایک خاص قوم کی نہیں بلکہ مجموعہ اقوام ہے۔ اصلی باشندے مسلمان جن میں صاحب اختیار ترک ہیں۔ ترکوں کے سوا جو اصلی باشندے گنے جاتے ہیں۔ اور محمدی ہیں۔ وہ اشراف ملنسار اور صاحب مروت ہیں۔ یہ عموماً عربی۔ یونانی اور سیرین نسل کے ہیں اصلی باشندوں میں جو مسیحی ہیں۔ وہ بھی سیرین نسل سے ہیں سیرین کلیسیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یونانی کلیسیا سے اُن کا کچھ واسطہ نہیں۔ اُن کا بطریک یعنے پٹریارک یونانی پٹریارک سے بالکل علیحدہ ہے۔ بڑے بڑے قصبوں میں رومن کیتھولک کلیسیا اور اُن کے بشپ پائے جاتے ہیں چونکہ ملک کنعان کی مردم شماری کبھی نہیں ہوئی۔ اسلئے یہودیوں کا شمار بتانا قریباً ناممکن ہے۔ قیاساً ساٹھ ہزار کے لگ بھگ ہیں۔ اور یہ وہ یہودی ہیں جو حال ہی کے زمانہ میں روس۔ سپین۔ پولینڈ۔ جرمنی سے آ کر یہاں آباد ہوئے ہیں اور یروشلم۔ حبرون۔ تبریاس سفید میں سکونت پذیر ہیں۔ صرف انگریزوں سے دوستی رکھتے ہیں باقی تمام لوگوں سے متنفر ہیں۔ سبت کو مانتے ہیں سبت کا تمام دن عبادت میں گزارتے ہیں۔ تاجر ہیں۔ عموماً متمول اور صاحب جائیداد ہیں۔ محمدیوں سے سخت نفرت رکھتے ہیں۔ باقی آئندہ

ایک معزز ہندو کے عیسائی ہونے کا حال

(اُس کی اپنی قلم سے)

مسیحی ہونے سے پہلے پبلک میں یہ عرض کرنا تہذیب کے خلاف نہ ہوگا کہ میرے مسیحی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ اور میں کیوں خداوند مسیح پر ایمان لاتا ہوں؟ میں ہندو قوم میں سے ایک معزز خاندان کا ممبر ہوں۔ اور یہ خاندان اپنی قومیت کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں نہیں تو غالباً ممالک متحدہ میں تو ضرور بوجہ اپنی تعلیمی حالت کے اعلیٰ درجے کا ہے۔ میرے باپ زمیندار اور باوقرگرت پیشہ تھے۔ اور ہم خاص تین بھائی تھے۔ باپ کے انتقال پر میرے سب سے بڑے بھائی کا نام تمام ریاست وغیرہ پر ہوا۔ پر تھوڑے عرصہ کے بعد اُن کا بھی انتقال ہو گیا۔ پر میرے بیچ کے بھائی کے لڑکے یعنے میرے بھتیجے کے نام سے تمام کام ہوتا رہا۔ لیکن مالک ہم دونوں بھائی گردانے گئے۔ ۱۸۹۵ء میں خاندان کے درمیان جھگڑا واقعہ ہوا اور یہ جھگڑا ۱۹۰۱ء تک قائم رہا آخر کار بوجہ اس جھگڑے کے ممبران خاندان کو ایک دوسرے سے جدا اور علیحدہ ہونا پڑا۔ اور آبائی زمینداری کا بٹوارا ممبران خاندان کے درمیان اس طرح سے ہوا ۷ حصے میرے بھائی اور بھتیجوں کو دیئے گئے۔ اور میرے لڑکوں کو اور مجھے ۵ حصے دیئے گئے۔ اور ایک گاؤں ماں کو ملا۔ میرے تقسیم شدہ حصے ۶ گانوں میں ہیں۔ منجملہ اُن میں سے ایک میں میری ماں کا نام ہے۔ اُن کے انتقال پر میں اور میرا بیٹا اسکے بھی

قطعی مالک ہونگے۔ چار خاص آبائی مکان قصبہ فتح آباد میں ہیں جن پر میرا قبضہ اور دخل چلا آتا ہے۔ علاوہ ان کے ہزارہا روپیہ باقی گٹ کی آسامیوں سے وصول کرنے ہیں۔ یہاں تک میں نے اپنے خاندان کا بیان اختصار کیساتھ کیا۔ اب عاجزی کیساتھ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگرچہ میں ایک معزز اور مالدار خاندان کا آدمی ہوں پر پرمیشور کے آگے مہاپاپی اور غریب ہوں۔ اور میں پاپ سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی سچا دہرم اور مکتی کا سیدھا رستہ تلاش کرتا ہوں۔

میں نے ہر ایک مذہب اور دہرم کی کتابوں کو غور سے مطالعہ کیا پر مکتی یعنے نجات کا سیدھا رستہ بجز مسیحی مذہب کے کسی اور میں نہیں پایا۔ یہ میری آٹھ سال کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ جس کا اقرار اب میں برملا کرنا چاہتا ہوں۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے اکثر مقاموں پر مجھکو پادری صاحبان سے ملنے اور دینی مسائل پر بات چیت کرنے کا اتفاق پڑا ہے اور جو کچھ میں نے ان سے سنا ہے اس پر برابر غور و فکر بھی کرتا رہا آخر کار اس غور و فکر کا میرے حق میں یہ نتیجہ ہوا کہ مکتی کا رستہ میں نے مسیحی مذہب میں پایا۔

اول تو کل مذاہب کے سوامیوں میں سے ہرگز کسی کا یہ دعویٰ ہی نہیں ہے کہ میں شافی ہوں مگر مسیح کا یہ دعویٰ اس جہل پر پختہ اور یقینی بلکہ ایمان لانے کے لائق نظر آتا ہے کہ اس نے اپنا خون ہم گنہگاروں کے عوض میں دیا ہے اور نجات کو اپنے خون ہی سے مول خریدا ہے۔ اور نتیجہ یہ صادر ہوتا ہے کہ ہر ایک پاپی کو مکتی دینے کا اختیار و قدرت محض مسیح کو ہے علاوہ ازیں کتاب مقدس کے چند حصے بھی مثلاً انجیل اعمال کی کتاب دہرم تلا تعلیم محمدی وغیرہ مجھکو دستیاب ہوئے۔ جنکا مطالعہ میں نے غور کے ساتھ کیا۔ اور جو مسائل دینی کی بابت میرے دل میں شک پیدا ہوا۔ ان کے رفع کرنے کے واسطے میں خود مشنری صاحبان کے مکان پر حاضر ہوتا رہا اور جب تک میرے دل کو کامل تسلی نہیں ہوئی تھی۔ اسوقت تک میں دریافت کرنے سے باز نہ رہتا تھا پس اپنے معاش کی تحصیل میں مجھکو کئی دنوں تک پادری صاحبان کے صدر دولت پر ٹھہرنے کا اتفاق پڑا اور اس اثنا میں مجھکو ان کی نماز و عبادت میں بھی شریک ہونیکا موقعہ ملا۔ اب میں ان مشنری صاحبان کو جو سیلے جن کے مجھکو حق کی تلاش کرنے میں بہت بڑی مدد ملی ہے۔ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور عوام کے نزدیک اس امر کا علانیہ اقرار کرتا ہوں

کہ مسیحی دھرم بلاشک سچا دہرم ہے۔ اور نجات کا سارا اختیار فقط مسیح کا ہے

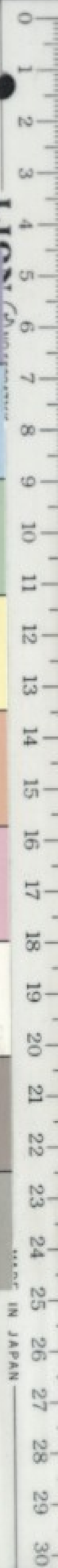
راقم نیازمند پربھو دیال [illegible] زمیندار و نمبردار ساکن علاقہ فتح آباد

آگرہ میں جا کر کیا دیکھا؟

(دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء)

ہندوستان کے مشہور و معروف عالم و فاضل اور صاحب فن مناظرہ مسیحیوں کا نیاز حاصل ہوا جن کی تصانیف و گنجینۂ علوم سے اہل ہند کے مسیحیوں کو شرف حاصل ہے۔ اکثر علما اجل و پروفیسران سمیز بان ہند آگرہ میں تشریف فرما تھے۔ جن کی قلم کے کسیل مخالفان دین کے لئے ہتھیار قلعہ شکن ہیں۔ ہم ان کو پڑھتے تو تھے۔ مگر کبھی کسی سے ملاقات نصیب نہ ہوئی تھی۔ اس جلسہ عظیم کی برکت سے ہم کو ان بے جلال صورتوں کا نیاز حاصل ہوا مبارک ہے مسیح موعود جس نے ہم سب کو ایک کیا۔ جس وقت میٹنگ ختم ہو جاتی تھی۔ تو بس پھر ملاقاتوں سے فرصت کہاں۔ ایک دوسرے سے اس کا وطن دریافت کرتا ہے کوئی کسی کے اسم گرامی سے واقفیت حاصل کرنی چاہتا ہے یہ کون ہے پادری کیدار ناتھ صاحب مشت ہیں۔ آہا آپ کی شعر خوانی تو بہار گلشن کی مصداق ہے۔ مگر ٹھہر جاؤ مصنف صاحب الفرقان تشریف لائے ہیں۔ جرائیل قرآنی کی کیا مجال جو ان سے زیادہ قرآنی واقعات سے واقف ہوں۔ قرآن کی روح محفوظ ان کی منیر کا ورقہ ہے۔ الو ایک اور مسیحی پہلوان کا دیدار ہوا۔ سہرہ معزز خوش وضع اور قوی ہیکل جوان ہے۔ او ہو یہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کے پرانے یار غار مسٹر اکبر مسیح صاحب ہیں۔ ہائے ان کی ضرب نے بیچارے مرزا کی مٹی ہی پلید کی۔ وہ ان ہی کی چوٹ کے مارے مر گئے۔ اور قادیان کا چراغ ایک ہی پھونک سے گل کر دیا۔ ذرا تھم جاؤ یہ سہارنپور کے بزرگ سے ملاقات کریں جنکی ویدک شائستگی نور افشاں کو بہار دیتی ہے۔ وشنو کے دس اوتار اور رشیوں کے آبائی وطن انہی کے دست راست کا کرتب ہے۔ ویدیں کو ان کے گھر تک پہونچا دینگے۔ ہندوستانی پلپٹ پر لاہور کے صاحب مصنف معجزات المسیح کھڑے ہیں۔

واہ خوب یہ تو ہمارے ہی ہم وطن پنجابی ہیں۔ علاوہ ازیں کئی ایک بزرگان کا نیاز حاصل ہوا جنکا نام بھی نہ سنا تھا۔ آگرہ کنونشن عرصہ دراز تک لوگوں کے دلوں سے نہ بھولیگی۔ ایسوں جلسوں سے ایک پنتھ دو کاج والی بات ہوتی ہے۔ بھائیوں سے میل مسیح کی روح سے سیری تسلی۔ اطمینان۔ محبت۔ ۲۲ تاریخ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء ۲½ بجے بعد دوپہر پروگرام کے مطابق روضۂ تاج محل کی سیر کو گئے یہ عالیشان عمارت مغلیہ سلطنت کے بادشاہ عالم پناہ شاہجہان کی بنوائی ہوئی ہے اس کی چاہتی بیوی ممتاز محل کے نام پر یہ عمارت تاج محل ہے۔ یہ عمارت فی الحقیقت دنیا میں لاثانی ہے۔ دنیا کے عجائبات میں سے اس کا نمبر اول ہے۔ یورپین لوگ اس کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کہتے ہیں اس عمارت کو بیس ہزار معماروں نے بیس برس میں ختم کیا اور ان کی محنت کا معاوضہ بیس لاکھ روپیہ تھا۔ اور باقی اخراجات نامعلوم کتنا کچھ خرچ ہوا تھا۔ روضہ کے دائیں طرف جامع مسجد ہے۔ جب ہم ایک برج پر چڑھ گئے تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان نزدیک ہے



اور دریائے جمنا کی بہار خوب نظر آتی ہے ۔ ان برجوں پر کھڑے ہوکر ذرا قلعہ اور شہر کا نظارہ دیکھو تو پریوں کا دربار نظر آتا ہے ۔ روضہ کے نچلے حصّے میں عجب بناوٹ غار ہیں ۔ کوئی قسمت کا مارا اگر بھول جائے تو بس جہنم واصل ہوا ۔ گویا حاوث ہے ۔ چغتے بھی عجب شغل کے بادشاہ تھے ۔ ساری دنیا کی دولت کو یہاں ہی صرف کردیا ۔ روضہ کے دونوں چھتوں میں اوپر اور نیچے بادشاہ اور ملکہ کی خوبصورت قبریں بنی ہوئی ہیں ۔ روضہ میں سوائے سنگ مرمر کے نام کو بھی اور تختے نہیں لگی خدا جانے کہاں کہاں سے پتھر لایا گیا ۔ سامنے ڈیوڑھی اور روضہ کے درمیان عین باغ میں سنگ مرمر کا تالاب ہے ۔ جس میں مچھلیاں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں ۔ بیچ میں فوارے لگے ہوئے ہیں ۔ سنگ مرمر کے میز بن بیٹھنے کے لئے دہری ہیں ۔ یہ سب عمارات شاہجہان کی بنوائی ہوئی ہیں ۔

تاج محل سے کچھ کم حیثیت عمارت قلعہ آگرہ ہے ۔ یہ مغلیہ خاندان کے نہایت مدبر و عاقل بادشاہ اکبر کا قلعہ ہے باہر سے دیکھنے والے کی عقل ہنور میں آجاتی ہے ۔ کئی سو فٹ بلند دیوار ہے ۔ چاروں طرف دیوار کے ساتھ ملی ہوئی ایک نہر ہے ۔ جس میں پتھروں کی جڑت ہے ۔ بڑی چوڑی اور گہری ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ خطرہ کے وقت نہر میں جمنا کا پانی چھوڑا جاتا تھا ۔ اندر جاکر دیکھا تو اللہ اکبر حواس باختہ ہوگئے ۔ واللہ تیری شان ۔ ہر کمانے رازوالے کدھر گئے وہ مالک اس قلعہ کے ۔ ہائے ۔

زمیں کھاگئی پہلواں کیسے کیسے

قلعہ کے اندر داخل ہوتے ہی شاہ اکبر کا اقبال اور اس کی خانگی شان و شوکت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے ایک طرف ہندو رانی کے رہنے کے ساماں اور اُن کی عبادت کے لوازمات ہندو مذہب کے طریق پر موجود ہیں ۔ دوسری طرف مسلطان بیگم کے لئے وہ سامان مہیا ہیں کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں ۔ قرآن کی عربی عبارت دیواروں پر کندہ کی ہوئی ہے ۔ عیسائی بیگم مریم کیلئے الگ انتظام عبادت اور خوشنما منظر بنا ہوا ہے سکندرہ میں مریم کا روضہ اکبر کے روضہ کے پاس ہے ۔ قلعہ کے اندر مینا بازار ہے ۔ دریائے جمنا کے اوپر کئی بنگلے کے جھروکے ہیں ۔ جس میں بیگمات دریائے جمنا کی سیر دیکھتی تھیں ۔ وہ کوٹھری جس میں شاہ جہاں اورنگ زیب کے حکم سے ، سال قید رہا بہت چھوٹی سی جگہ ہے ۔ جب وہ مرگیا یہاں سے اٹھاکر تاج محل میں اُس کی بیوی کے ساتھ دفنایا گیا ۔ قلعہ میں نورجہاں کے سونے کا کمرہ یورپین جنٹلمین کو بالکل مات کردیتا ہے ۔ عبدالحق شیرازی نے قرآن کو سنہری حرفوں میں کندہ کیا ہوا ہے ۔ اس میں دو تختے جو کچھ لوگ کہتے ہیں ۔ سومنات جی سے توڑ کر لائے تھے ۔ بارہ ختم تھے ۔ دس لاٹ صاحب بہادر کی کوٹھی کو لگائے گئے ہیں ۔ قلعہ میں شاہجہان کا تخت پڑا ہے ۔ ایک طرف لارڈ لیک کا گولہ لگا ہوا ہے ۔ دیوان عام و دیوان خاص کو دیکھتے ہوئے نوبت خانہ کے پاس سے براستہ دروازہ راجا امر سنگھ بہادر قلعہ سے باہر آئے ۔ جس دروازہ سے داخل ہوئے اُس کا نام ہیرپل دروازہ تھا ۔

آگرہ سے ہٹ کر پانچ چھ میل سکندرہ ہے ۔ جہاں اکبر شاہ چغطہ کی قبر ہے ۔ یہ عمارت بھی نہایت عالیشان ہے ۔ اس عمارت پر عبدالحق شیرازی کے شعر و سخن سنگ مرمر میں کندہ ہیں ۔ یہاں بھی تمام عمارت میں قرآن کی عربی عبارت کندہ کی ہوئی ہے ۔ سکندرہ کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر سچ مچ اکبر ہی تھا یہاں کے برجوں پر چڑھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا غبارہ میں بیٹھے ہیں ۔ کوئی کوئی جگہ راجہ بھرت پور نے خراب کردی تھی ۔ جس کی مرمت بعینہ لارڈ کرزن بہادر نے کرادی ۔ اس روضہ میں بہت سی قبریں دیکھیں ۔ اکبر کے پاس آرام بانو کی قبر ہے ۔ دوسری طرف محمد شاہ کی بیٹی کی ہے ۔ حتی کہ ان شاہی عمارات پر نظر کرنے سے خواہ نخواہ یہ کہنا پڑتا ہے ؎

کریں یاد کس کس کو کس کس کو روئیں ۔
ان آنکھوں نے دیکھے سماں کیسے کیسے ۔

سکندرہ میں اکبر بادشاہ کی عیسائی بیگم مریم کا بھی روضہ ہے بشروع میں سرکار نے پادریوں کے حوالے کردیا ۔ وہاں پر انصاحبان نے چھاپہ خانہ بناکر عمارت قدیم کا رنگ و ڈھنگ اور ہی بدل دیا ہے ۔ ہم نے اس عمارت کو خالی دیکھا ۔ دربان نے بیان کیا اب سرکار نے پادریوں کو حکم دے کر نکال دیا ۔ اور اُن کو الگ کارخانہ بنا نا پڑا پاس ہی مشن بلڈنگ ہے ۔ وہاں کے یتیم لڑکوں کیلئے تمام سامان آرائش موجود ہیں ۔ اور وہ آسائش سے رہتے ہیں ۔ مگر سوتے زمین پر ہیں ۔ ہمارے ہم سفر پادری بی ۔ اے اشرف صاحب نے ایک لڑکے کو کچھ پیسے دیئے جس سے وہ بڑا خوش ہوا ۔ حاصل کلام آگرہ دنیا میں عجائب جگہ ہے ۔ باقی آئندہ

الراقم پادری بوٹا مل از رسول پور چک نمبر ۸۲

سنخی سرور میں شفاخانہ

مجھے اتفاقاً ایک دن ڈیرہ غازیخاں جانا پڑا ۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر مس ڈاڈسن صاحبہ ۔ ایم ۔ ڈی نے وہاں زنانہ ہسپتال جاری کیا ہے ۔ جس بنگلہ میں ڈاکٹر اڈیمس صاحب رہتے تھے ۔ بنگلہ کے گرد و نواح جتنے مکان تھے ۔ سب کو درست کرا کے بیمار عورتوں کیلئے وارڈ بنائے اب دور دور گاؤں سے عورتیں علاج کے لئے آئی ہیں ۔ اور سب مکان بیماروں سے بھرے میں نے دیکھے ۔ ڈاکٹر مس صاحبہ بیماروں کا علاج بڑی جانفشانی اور محبت سے کرتی ہیں ۔

ڈیرہ غازیخاں کے لوگ ڈاکٹر مس صاحبہ کے کام کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ اُن کی نیک مزاج اور استقلال کو دیکھکر میں حیران ہوا بلکہ دس بجے رات کے عین سخت سردی میں ڈاکٹر مس صاحبہ کو میں نے دیکھا کہ بیمار عورتوں کے کمروں میں ملاحظہ کے واسطے جاتی ہیں۔ صرف ایک سال زنانہ ہسپتال بند رہا جس سے لوگوں کو قدر معلوم ہو گئی کہ زنانہ ہسپتال سے کیا کیا فوائد ہیں۔ ڈاکٹر مس صاحبہ جیسا کہ وہ اور یورپین مس صاحبہ ہیں جو اپنے فرائض منصبی کو مسیحی محبت سے ادا کرتی ہیں۔ انتظام قابل تعریف ہے۔ ہر طرف رونق نظر آتی ہے۔ گاؤں کے لوگوں کیلئے تو بہت آرام۔ کیونکہ وہ کھلی اور ہوادار جگہ پسند کرتے ہیں۔ اور اُن کو شہر میں جانا نہیں پڑتا۔ گاؤں سے آکر سیدھا بنگلہ کو چلی جاتی ہیں۔ مگر شہر والی عورتوں کے لئے کچھ دقت ہے کیونکہ شہر سے باہر آنا وہ پسند نہیں کرتیں۔ مگر پھر بھی لاچاری کے سبب اُن کو علاج کے لئے آنا پڑتا ہے جب زنانہ ہسپتال شہر میں تھا تو شہر والوں کو آرام تھا۔ مگر رفتہ رفتہ اب شہر والی عورتوں کو عادت پڑتی جاتی ہے اور وہ خوشی سے علاج کے لئے آتی ہیں۔ ڈاکٹر مس صاحبہ نے اپنے بنگلہ کے ایک خاص کمرہ میں اپریشن روم بنایا ہے اُس کی صفائی قابل تعریف ہے۔ جہاں تک میں نے دیکھا نہایت ہی عمدہ انتظام قابل تعریف ہے۔

ایک سال کا عرصہ گزرا ہے میں نے یہی بنگلہ بالکل ویران دیکھا تھا اب بڑا فرق ہے۔ جو مکان پہلے خستہ اور گرنے والے تھے۔ اب مرمت کرا کے لائق رہائش ہو گئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بیمار عورتوں کیساتھ ڈاکٹر مس صاحبہ ڈیرہ وال زبان نہایت صفائی سے بولتی ہیں۔ جس سے بیماروں کو بڑی تسلی ہوتی ہے۔

الراقم

خیر الدین۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ سخی سرور

الکفارہ پر ریویو

پندرہ صفحہ کا ضخیم رسالہ قیمت ۲ پائی بغرض ریویو ہماری نظر سے گزرا۔ لایق مصنف نے واضح اور عام فہم دلائل سے کفارہ کا ثبوت دیا ہے۔ اپنے جواب میں مسلمانوں کو مخاطب کیا ہے۔ رسالہ کی عمدگی اور عظمت میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ وہ پادری گولڈسیک صاحب کے زبردست قلم سے نکلا ہے۔ ہم اُن کے کارگزاروں سے جن کو محمدی بھائیوں کیساتھ سابقہ پڑتا اور نیز اُن احباب سے جو منکر کفارہ ہیں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کو پڑھیں اور اپنی تسلی کریں۔

ریویو۔ اسلام میں مسیح یعنی مسیح کے حق میں قرآن کی شہادت۔ بغرض ریویو ہماری نگاہ سے گزری۔ کتاب ہذا ۸ بابوں پر مشتمل ہے۔ باب اوّل۔ مسیح اسرائیلی۔ باب دوم۔ مسیح کی پیدائش۔ باب سوم۔ عیسیٰ مسیح موعود۔ باب چہارم مسیح کلمتہ اللہ۔ باب پنجم۔ مسیح روح اللہ۔ باب ششم۔ مسیح اکیلا شفاعت کنندہ۔ باب ہفتم۔ اسلام کا بیگناہ نبی۔ باب ہشتم۔ مسیح معجز کار۔ لکھائی اور کاغذ عمدہ۔ یہ کتاب بھی پادری گولڈسیک صاحب کی تصنیف ہے۔ لایق مصنف نے کمال عرقریزی اور محنت سے کام لیا ہے۔ قرآن اور انجیل کی تعلیمات سے اپنے خیالات کی پختگی قایم کی ہے۔ لطف اور قابل تعریف امر یہ ہے کہ دل کو دُکھانے والی ایک بات بھی نہیں جو عموماً اس قسم کی کتابوں کا لوازمہ ہوا کرتی ہیں۔ قیمت بھی بہت نہیں صرف ۱ر ۲ پائی ہے۔ اور سی۔ ایل۔ سوسائٹی لودیانہ سے ڈاکٹر ویری صاحب کی معرفت مل سکتی ہے۔ واقعی کتاب کی خوبی پڑھنے سے علاقہ رکھتی ہے۔

الراقم

یوحنا خاں از سہارنپور

کیفیت جلسہ بڑا دن

(مئورانی پور ضلع جھانسی)

اس قصبہ مئورانی پور میں حسب معمول جلسہ بڑا دن بتاریخ ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء کو بوقت ۵ بجے دن کیا گیا قصبہ کے اعلیٰ حکام و رؤسا و مہاجنان شہر و راجہ صاحب گیڑہ نے جلسہ کو رونق بخشی۔ حاضرین کی تعداد تقریباً ۵۰۰ کے تھی۔ قبل شروع لکچر پادری ہنری نورین صاحب ڈی۔ ڈی اے۔ پی مشن جھانسی نے فوٹو لیا۔ مہمانوں کی خاطر و تواضع پان و الائچی و عطر سے کی گئی۔ گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ جلسہ ٹاؤن ہال کے روبرو کیا گیا تھا۔ ٹاؤن ہال کی دیواریں آئینوں کے خوشنما چوکھٹوں و تصویرات سے سجائی گئی تھیں۔ کہ جو نہایت ہی خوشنما معلوم ہوتی تھیں ۵ بجے شام کے قریب حسب ذیل اصحاب نے لکچر مذہب کی رُو سے یگانگت دیئے ہوئے پنڈت گوکل پرشاد صاحب تواری اسسٹنٹ سرجن مئورانی پور و سید اقبال حسین صاحب تحصیلدار و بابو کرشنا نرائن صاحب بہار گو سکرٹری میونسپل بورڈ مئورانی پور و پنڈت دُرگا دت صاحب و میجسٹ ہیڈ ماسٹر تحصیلی سکول مئو و مسٹر ایم۔ ایل۔ اسٹرٹ صاحب ٹھیکہ دار و مسٹر ایم بی ولسن صاحب ہیڈ پریچر نے تینوں مذہب سے مسیح کو پیش کیا۔ بعد اختتام لکچر پادری ہنری نورین صاحب ڈی۔ ڈی اے۔ پی مشن جھانسی نے میجک لینٹرن کے ذریعہ تصاویر دکھلائیں جنکو حاضرین جلسہ دیکھکر نہایت محظوظ ہوئے بعد ختم تماشہ لینٹرن مسیح کی جے کے نعرے بلند ہوئے اور جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

الراقم

چارلس۔ اسٹرٹ از مئورانی پور ضلع جھانسی

۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء



لطف وسخن

غزل*

ہے عالم میں آج چاروں طرف سے خوشی
طلبگار دیدار ہیں آنکھیں ہیں چاروں طرف سے خوشی
تھے اس دن کے خواہاں وضیع وشریف
مناتے ادنا اعلا اکابر ہیں چاروں طرف سے خوشی
کہ دمہ ہوں نہ کیوں خوش کہ ہے آج
ولادت مسیح کی ہے ملکا ہے چاروں طرف سے خوشی
کہیں بج رہے ہیں باجے کہیں چل جھڑی
کہیں بٹ رہی ہے خیرات ہے چاروطرف سے خوشی
سماں آج وہ ہے کہ روئے زمیں پر
پکارا تھا فرشتوں نے آکر ہے چاروطرف سے خوشی
ہے شادی مرگ حالت شاہ خوباں کا حسن دیکھکر
میری نظروں میں ہے آج چاروطرف سے خوشی
وہ مجوسیوں کا آنا وہ ہیروں کا لانا
وہ گڈریوں کا گانا بجانا ہے چاروطرف سے خوشی
ولادت کا تیری پڑا دنیا میں شور بپا
جہچہاتی ہے بلبل گلوں پر ہے چاروں طرف سے خوشی
ہر ایک فرد بشر قہر وغضب کے تھا لایق
طفیل اس کی ٹلا غضب آلہی ہے چاروطرف سے خوشی
اڑگئی موت اب تیرے آنے کے سبب
خبر ہے زندگی جاودانی کی ہے چاروں طرف سے خوشی
وفا تیری ہے ایسی اس کے صدقے جایئے
تیری یاد سے دل ہے معمور چاروطرف سے خوشی
ثنا تیری میں گاؤں کیا کیا راگ ہو نہیں سکتا
کہاں سے لاؤں وہ منہ ہے چاروطرف سے خوشی
برنگ آئینہ زنگ جگر صاف ہے آج ۔ غبار کدورت مٹی ہے چاروطرف سے خوشی
شکستہ دلوں کو ہے مژدہ خلاص
کہ محبوس نکلے جس سبب ہے چاروطرف سے خوشی
نظر آتا ہمیں یہ ہے چشمۂ حیات ۔ مریضوں ہیں نہانے میں ہے چاروطرف سے خوشی
الہی جستجو ہو تیری ہر اک کو نصیب ۔ شفاعت سے اسکی ہے چاروطرف سے خوشی
ڈوب مرا یہ بہاری کیونکہ وہ برسائے گا
کہ دمہ پر رحمت ہے چاروطرف سے خوشی
گنہگاروں کو ہو مژدہ کہ مرے راہ پر عیسی
بہایا خون اپنا وار پر ہے چاروطرف سے خوشی
دعا ہے ہم ہوں اور ہو سایہ تیرے پر کا
لے سپر تارے ہم کو ہے چاروطرف سے خوشی
تم بھی آؤ اس کے سایہ میں گر یاوری ہو نصیب
یہی وقت ہے آج ہے چاروں طرف سے خوشی
دامن عیسیٰ پکڑ کر ہے قصیبا خوش نصیب
نصیبوں میں اس کے ہے چاروطرف سے خوشی

غزل تائب لودیانوی

جان کردی میرے بدلے میں ہے قرباں تو نے
اے مسیح خوب کیا مجھ پہ یہ احساں تو نے
کیوں گنہگار ترے در پہ نہ آئیں پیارے
داور توبہ کیا شافع عصیاں تو نے
صبح وصل مسیح ہو گئی آخر قائم
واہ کیا کام کیا اے شب ہجراں تو نے
کون تھا ہم سے گنہگاروں کا مونس ہمدم
بخشوایا مگر اے کلمۂ رحماں تو نے
تیرے تائب کو مسیحا ہے بھروسہ تیرا
شکر صد مجھ کو کیا اپنا ثنا خواں تو نے

مثنوی

پیدائش مسیح

مصنفہ منشی سعید شاہ صبر دلکھنوی ۔ کوٹھی ظہور بخش

کہا اک فرشتہ نے یوسف سے یہ ۔ کہ تو مضمحل اور پریشان کیوں
خداوندگا فرزند عالی وقار
جو ہے ساری مخلوق میں سرفراز
یسوع نام رکھنا تو اُس کا ضرور
وہ بے عیب ہے اور بے گناہ
مہربان داور ہوا آج سے
ہے مریم بڑی نیک ہیں نیک ذات
تھا عہد حکومت ہیرودیس کا
تولد ہوا شاہ دنیا و دیں
ہوا اُس کا شہرہ جو نزدیک ودور
جو نکلا ستارہ چمکتا ہوا
زمشرق مجوسیوں نے جو دیکھا اُس کا یوں
مجوسی جو چند اُس سے آگاہ ہوگئے
ہوئے سوئے بیت لحم وہ رواں
یسوع کے وہ جویا تھے سر تسلیم
سفر کرکے دور و دراز آئے وہ
دیئے وہ یسوع کو بڑے ذوق سے
بر آئی جو تھی اُن کے دل کی مراد
ہیرودیس نے کو بہت کی تلاش
رہا پیچ اس کی وہ گھات میں
بہت طفل معصوم مارے گئے
مگر اُس کو پایا نہ تھا جس کا جویا
وہ کم بخت تقدیر کا تھا جو ہیٹا
رہا چین سے کلمہ کہہ رہا
شہنشاہ عالم پناہ ذوالجلال
وہ دنیا کا ناصر تولد ہوا
وہ خالق کا مظہر تولد ہوا
وہ دنیا کا ہادی تولد ہوا
قلم میں ہے طاقت کہاں اس قدر
کہاں تک کروں اب میں اُس کا بیاں
تو اے صبر اب کر دعا جی سے لگا
جو ہے تاجداروں کا بھی تاجدار
شہنشاہ عالم و بندہ نواز
وہ بخشیگا بندوں کے اپنے قصور
شہنشاہ دارین عالم پناہ
ترا بخت یاور ہوا آج سے
وہ ہے نیک سیرت و عالی صفات
ہوا جبکہ پیدا وہ نور خدا
کہ جس کا کہیں کوئی ثانی نہیں
جھکے اُس کے آگے سر پر غرور
بڑی آب سے وہ دمکتا ہوا
کہ دیکھو ستارہ یہ نکلا ہے کیوں
روانہ وہاں سے وہ ناگاہ ہوگئے
بڑی کوششوں سے وہ پہونچے وہاں
جو بیت لحم میں وہ پہونچے تمام
تھے تحفے جو ہمراہ کچھ لائے وہ
جھکے اُس کو سجدے بڑے شوق سے
روانہ ہوئے گھر کو وہ شاد شاد
مگر ہاتھ آیا نہ وہ نیک معاش
مگر آیا ہرگز نہ وہ ہاتھ میں
بہت موت کے گھاٹ اتارے گئے
یہاں تک کہ خود جان کو بھی کھویا
وہ خود موت کی گود میں جا کے لیٹا
جو خالق ہے دارین کا برملا
مقدس و برتر و صاحب کمال
وہ عالم کا قادر تولد ہوا
مظہر مظفر تولد ہوا
وہ سب کا منادی تولد ہوا
لکھے اُس کی توصیف جو سر بسر
کہ عاجز اُس کی ثنا میں زباں
جو ہے خالق نجم و ارض و سماء

*غزلیات کرسمس نمبر میں درج نہ ہوسکیں لہٰذا یہاں درج کیگئیں ۔ ایڈیٹر

انتخاب الاخبارات

استقلال

مسز دانیل مسیح جس کا کہ اس زمانہ میں بہت چرچہ ہو رہا ہے اور جو ایک دولت مند عورت تھی۔ اپنی ایام جوانی میں ایک مدرسہ کی معلمہ تھی ایک اُسکی شاگرد نے کہا کہ وہ سبق کو ایسا دل پر نقش کر دیتی ہے کہ وہ کبھی نہیں بھول سکتا۔ ایک روز استقلال کے بارہ میں بیان کرتے ہوئے اُس نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ ایک لڑکے کو دیکھا جو منجمد برف پر دریا میں لوہے کے جوتے پہنکر کھیلنے میں بڑا اشتیاق تھا۔ یہ ایک قسم کا کھیل ہے جو لڑکے اور لڑکیاں ولائت میں کھیلتی ہیں۔ میں ایک روز موسم سرما میں سہ پہر کے وقت اُس کو چکنی برف پر پھسلتے دیکھتی رہی۔ وہ بڑے قسم کے تماشے کر رہا تھا۔ وہ تصویریں اور جانوروں کی شکلیں کندہ کر رہا تھا۔ یہ کام ایسی شستگی کیساتھ میں نے اس کو کرتے دیکھا کہ آخر کار میں خوش ہو کر میں نے کہا کہ شاباش اور اُس کی پیٹھ کو ٹھونکا۔ میں نے کہا کہ لڑکے تم نے اس کمسنی میں ایسی عمدہ مصوری کی مشق اور مہارت کیونکر حاصل کی۔ اُس نے جواب دیا کہ صرف گرنے کے بعد اُٹھ بیٹھنے سے۔ کیا ہمارے ناظرین اس چھوٹی سی بات کو جس کا کہ مطلب بہت بڑا ہے خیال نہ کرینگے کیا درست نہیں ہے کہ استقلال کا نتیجہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے استقلال سے بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ کچھ پرواہ نہیں اگر ہم گر پڑیں یا ناکامیاب ہوں مگر بار بار کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔ اگر ہم میں استقلال ہے تو ضرور کامیاب ہونگے۔ خدا کا بھی یہی منشا ہے۔ مردوں اور عورتوں کو مضبوط اور مفید بنانے کیلئے استقلال سے بڑھکر اور کچھ نہیں ہے۔ کیسا ہی کام کیوں نہ ہو اس کام میں اپنے تئیں پختہ بنا دو بعض وقت چھوٹا سا کام بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن استقلال اُس رکاوٹ پر غالب آجاتا ہے اور وہ کام بخوبی سرانجام پا جاتا ہے۔ میرے پاس ایک معزز شخص کی عکسی تصویر ہے جو کالج میں داخل ہونے سے پیشتر تین بار امتحان میں برابر تین سال تک ناکامیاب رہا لیکن چوتھے برس وہ کامیاب ہو گیا۔ اور بعد کالج کے چھوڑنے کے اُس نے قانون کا مطالعہ کیا۔ اور ایک بڑا وکیل ہو گیا۔ اُس کے بعد کئی برس تک وہ پارلیمنٹ میں شریک رہا اور اپنے ہموطنوں سے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ وہ ایک نیک شخص تھا۔ اُس نے بہت سے اسکول کے لڑکے اور لڑکیوں کی مدد مشکلات پر غالب آنے میں استقلال سے کی۔ امریکہ اور کناڈا میں کسی مشکل کام کو اچھی طرح سرانجام دینے میں بڑی عزت سمجھتے ہیں ہر شخص اُس لڑکے اور لڑکی کی مدد کرنے کو طیار ہے۔ جو ایمانداری سے کام کرنا چاہتا ہے۔ لیکن جو شخص کہ سست ہوتا ہے اُس کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی۔ اگر استقلال کی ہمت ہم لوگوں کے دلوں میں داخل ہو جائے تو ہندوستان اعلیٰ درجہ کا ہو جائیگا اور دنیا کی طاقتوں میں روشنی بخشیگا۔

(ت۔ ن)

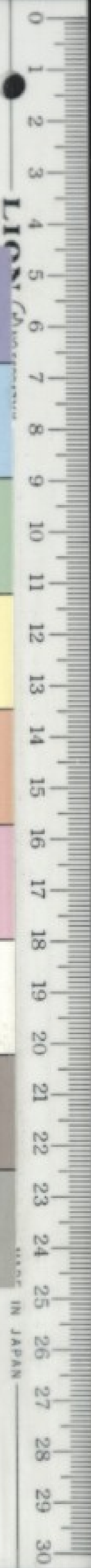
امیر و غریب یکساں

ایک شہزادہ اپنے باغ میں کھیل رہا تھا۔ نظر اُٹھا کر دیکھتا ہے کہ ایک چھوٹی لڑکی سرخ پھولوں کے پاس کھڑی ہے اور اُس کے سپاہی اُس کو ہٹکانا چاہتے ہیں۔ شہزادہ نے نزدیک آکر سپاہیوں کو دھمکی دے کر الگ کر دیا اور لڑکی کی طرف مخاطب ہو کر اُس کا پتہ پوچھا۔ اُس لڑکی نے کہا۔ کہ صاحب میں غریب خانہ میں رہتی ہوں۔ وہاں پھول وغیرہ کچھ نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کے باغ کو دیکھ رہی ہوں۔ اور اپنا دل خوش کر رہی ہوں۔ شہزادہ نے کچھ پھول اُس کو توڑ دیئے۔ اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھو ہمارا آسمانی باپ وہاں ہے وہ تمہارا اور ہمارا خدا ہے اُس کی نگاہ میں امیر و غریب برابر ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ لڑکی گھر چلی گئی۔ وہ شہزادہ کی مہربانی کو کبھی نہ بھولی۔ اور چند ہفتہ بعد بعارضہ تپ دق جہان سے کوچ کر گئی کئی برس بعد جب یہ شہزادہ نوجوان ہوا اُس کو ایک سخت لڑائی پر جانا پڑا۔ جنگ بڑی بھاری تھی۔ دشمنوں کے تیر چہار طرف سے اُس پر برس رہے تھے۔ آخر کار وہ زخمی ہوا۔ اور اسپتال میں اُس کو جانا پڑا۔ اب بچنے کی کچھ اُمید نہ تھی۔ وطن سے دور پردیس میں ہونے کے سبب اُس کا دل غم سے پانی پانی ہو رہا تھا۔ رات کو جب تھوڑی دیر نیند آئی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی لڑکی سفید پوشاک پہنے ہاتھ میں تاج لئے فرشتہ کی صورت اُس کے پلنگ کے پاس آکر کھڑی ہے۔ اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہی ہے کہ اے بادشاہ مت ڈر خدا ہمارا باپ آسمان پر ہے امیر و غریب اُس کی نظر میں یکساں ہیں۔ بادشاہ کی آنکھ کھل گئی۔ اور دل میں ایک عجیب تسلی اور آرام اُس کو ملا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ موت کی وادی سے پار ہو کر اپنے آسمانی باپ کے پاک مسکن میں داخل ہو گیا۔

(تہذیب النسواں)

سرکاری قبرستان کا قانون

معاصر کوکب ہند رقمطراز ہے عرصہ اٹھی برس کا ہوا کہ دیسی مسیحیوں کے سرکاری قبرستان وفن کے بارے میں لکھنؤ میں کچھ گڑبڑی ہوئی تھی۔ دیسی مسیحیوں کی کوشش و مستعدی اور مشنری اور سرکاری افسران کی مہربانی سے تسلی بخش فیصلہ ہوا تھا۔ یعنے مناسب فیس دینے پر ان کا حق سمجھا گیا۔ کہ وہ دفن کئے جاویں۔ ستائیسویں نومبر کے تے قانون گزٹ میں نئے قانون شائع ہوئے ہیں۔ جن میں دفن کا سارا معاملہ صفائی



کے ساتھ درج ہے۔ جیسا اب تک دستور تھا سرکاری چپلین یا کوئی دوسرا پادری جسے بشپ مقرر کرے۔ قبرستان کا نگران ہوگا۔ جدا جدا حصے چرچ آف انگلینڈ رومن کیتھولکس اور دیگر مسیحیوں کے لئے مقرر ہونگے ہر مسیحی کا حق ہے کہ اگر چاہے تو چپلین سے دفن کی درخواست کرسکتا ہے۔ اس حالت میں چرچ آف انگلینڈ کی مقررشدہ دفن کی رسم پڑھی جاوے گی اور چرچ آف انگلینڈ کے حصے میں دفن ہوگا۔ رومن کیتھولکس پادری اپنے حصے میں دفن دینگے اور رسم کو پڑھیں گے۔ تیسرے حصے میں دیگر کلیساؤں کے مسیحی دفن کئے جاوینگے اور انہیں کا پادری رسم کو ادا کریگا۔ قبر کی بابت پانچ روپے فی مربع فٹ کے حساب سے زمین کی قیمت علاوہ قبر کی کھدوائی کے ادا کرنا ہوگی۔ اس فیس کے ادا کرنے پر ہر مسیحی کا حق ہے کہ سرکاری قبرستان میں دفن کیا جاوے۔ سرکاری قانون کے مطابق فوجی سپاہی اور وہ افسران جو لفٹننٹ کا چھوٹا درجہ رکھتے ہیں فیس ادا کرنے کے معاملے میں مستثنے ہیں۔ یعنے انہیں اپنی بیوی اور بچوں کی قبروں کیلئے کچھ فیس نہ دینا ہوگی۔ اور دیسی مسیحی بھی جو سرکاری نوکروں میں شامل ہیں دفن کے معاملے میں انگریزی سپاہی گنے جاویں گے۔ جہاں تک ہم نے گزٹ کو پڑھا ہمیں تسلی نہیں ہے۔ معاملہ صاف نہیں ہوا۔ اور آئندہ مشکل ہوگی۔ کیونکہ انہیں قانون کے پیچ میں یہ بھی درج ہے کہ سرکار (سٹیٹو ریسپون) یعنے دیسی مسیحیوں کے دفن کے لئے جگہ نہیں مہیا کرسکتی ہے۔ اس امر کا فیصلہ بھی سرکار سے کرنا ضروری بات ہے۔ ہمیں ایسے قانون کے سبب رنج وافسوس ہے اور ظاہر ہے کہ دیسی مسیحی اب تک کسی طور پر کسی میں گنے نہیں جاتے ہیں۔ تو بھی نا امید ہونا مناسب نہیں گو سرکار ہماری قدر کسی طور پر کرنا نہیں چاہتی ہو ہم وفادار رہیں۔ اور اگر آپس میں مل جل سکیں۔ اور اپنے حق کے لئے ہماری کوششیں کریں۔ تاکہ صرف بڑے بڑے شہروں ہی میں اس امر پر جلسے کرنے سے یہ ضروری ہے کہ کل ہندوستان کے مسیحی آپس میں اپنے حقوق مانگنے کے لئے ایک ہو جاویں۔ اور چونکہ ہماری سرکار چلانے والوں کی سنتا زیادہ پسند کرتی ہے۔ ہماری بھی سنے گی۔ اس امر پر غور کیجئے ورنہ مشکل بہت جلد درپیش ہوگی۔

ہندوستانی طلبا اور برطانیہ کے کالج!!

ولایت کے ایک اخبار میں اس کے نامہ نگار نے پیرائے پیش کی ہے کہ جو ہندوستانی برطانیہ کے قانونی اور دیگر کالجوں میں داخل ہونا چاہتے ہوں۔ ان سے موجودہ ضمانت سے زیادہ مستحکم ضمانت لینے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک معمولی دستور ہو گیا ہے کہ جو ہندوستانی پہلے ہی سے برطانیہ میں موجود ہوتے ہیں وہ اپنے دوستوں کے واقف کار انگریزوں سے اپنے داخلے کے کاغذات پر دستخط اور تصدیق کرانے کے بعد کالجوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ سننے میں آیا ہے انڈیا آفس نے ابھی حال میں ایک گشتی چٹھی انگلستان کے تعلیمی افسروں کے نام جاری کی ہے جس کا منشا یہ ہے کہ آئندہ ایسے ہندوستانیوں کو داخل کیا جاوے جو اپنے چال چلن کی بابت اس قسم کا سرٹیفکیٹ پیش کریں جس کی تصدیق خود ہندوستان میں کرائی گئی ہو۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان ہندوستانی نوجوانوں کے چال چلن کی بابت کسی ایسی تصدیق کی شرط لگانا جیسی کہ اوپر بیان ہو چکی ہے ہندوستانیوں کے لئے دقت کا موجب ہوگی جس کی ایک دو ناعاقبت اندیش طلبا کی بیہودانہ حرکات نے ضرورت محسوس کرائی ہے۔ انڈیا آفس کو کسی ایسی دقت پیدا کرنے والی تجویز کے وضع کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور ساتھ ہی ہندوستانیوں کو تعلیم انگلستان میں کسی ایسی حرکت کا آئندہ مرتکب نہ ہونا چاہئے جس سے ان کے داخلہ پر سخت قیود لگانے کی بابت انڈیا آفس کو خیال پیدا ہو۔ جو ہندوستانیوں کی تعلیم میں کسی قسم کی روکاوٹ پیدا کرنے والی ہوں (پیسہ اخبار)

ایک جدید بابل

عراق عرب جو آجکل ٹرکی حکومت کا ایک حصہ ہے۔ سر ولیم ولکاکس نے جو ٹرکی گورنمنٹ کی طرف سے اس ملک میں آبپاشی کی سکیم سے متعلق کئے گئے ہیں۔ رائل جغرافکل سوسائٹی میں ایک لکچر میں بیان کیا کہ اس ملک کی آبپاشی اور آمد ورفت کے ذرائع کی تکمیل سے ایک جدید بابل کا ظہور ہوگا جس میں لاکھ ٹن گندم .. ۲۰ لاکھ ہنڈرڈ ویٹ روئی اور لاکھوں بھیڑیں اور دیگر مواشی پیدا ہوسکیں گے"۔ اس میں کلام نہیں کہ قدیم ممالک میں جو تہذیب اور تعلیم کا مرکز سمجھے گئے ہیں۔ جیسا کہ جدید دریافتوں اور تحقیقاتوں سے ظاہر ہو چکا ہے بابل ہی (عراق عجم کسی زمانہ میں بابل کہلاتا تھا) سب سے زیادہ ترقی یافتہ سمجھا گیا ہے۔ وہ قدیم مشرق کا چمنستان تھا۔ اور اسکی قدیم سامری قوم باقاعدہ زراعت پیشہ اقوام میں قدیم ترین مانی گئی تھی۔ ملک کی اراضی زراعت کے لئے نہایت زرخیز ہے جس پر تھوڑی ہی محنت کرنے سے کافی سے زیادہ فصل حاصل ہو سکتی ہے اور اسی لئے پیداوار غلہ کے اعتبار سے بابل اپنے زمانہ میں مغربی ایشیا کا مد مقابل اور زمانہ مابعد میں سلطنت فارس کی کھیتی بنا ہوا تھا۔ اگر ترکوں کو اس میں ریلوے لائن جاری کرنے اور آبپاشی کو حسب خواہش رواج دینے میں کامیابی ہوگئی تو ترک تھوڑی ہی مدت میں ایک جدید بابل کے بنانے والے ہونگے۔ اور موجودہ ترک اول درجہ کی سلطنت رکھنے والے سمجھے جاوینگے ہر مسلمان کی یہ خواہش ہونی چاہئے کہ خدا یہ دن جلد لائے۔ (پیسہ اخبار)

گلدستہ اخبار

بمبئی میں حکم دیا گیا ہے کہ مفید گھریلو جانوروں کی تعداد شمار کی۔ تمام گھوڑوں۔ یابوؤں۔ خچروں۔ گدہوں بیل۔ گائے بھینس۔ بچھڑوں۔ کتوں اور بھیڑ بکریوں کے مالکوں سے چاہا گیا ہے کہ اپنے جانوروں کی تعداد فہرست وار ظاہر کریں۔ میونسپلٹی کے لیئنس سپرنٹنڈنٹ اُن کی تعدادوں کے قلمبند کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ان مکانوں اور احاطوں کو بھی دیکھیں گے۔ جہاں یہ جانور رکھے جاتے ہیں۔ معائن عملہ کو ہر طرح کی سہولیت دینے کی بھی تاکید کر گئی ہے۔

ہوڑہ کے ریلوے سٹیشن پر ایک مدراسی فقیر بہت گڑ گڑا تا ہوا لوگوں سے بھیک مانگتا تھا۔ اُس کے مانگنے کا طریق ایسا دردناک تھا کہ خواہ مخواہ دل نرم ہوجاتا تھا۔ پولیس نے تاڑتے ہوئے دیکھا کہ اُس کی بغل میں ایک بکس ہے وہ کھول کر کسی کو نہ دکھاتا تھا لیکن پولیس نے دیکھا کہ اُس کے بکس میں چھ سو روپیہ نقد رکھا ہے۔ عدالت میں چالان کیا گیا اور حوالات میں ڈالا گیا۔ معلوم کرینگے یہ رقم کیسے پائی۔

سشن جج مراد آباد سے جیبا نامی ایک جوان قومی عورت کو دائم الحبس کی سزا اس جرم میں ہوئی تھی۔ کہ اُس نے حرام کے بچہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اس عورت کا تعلق زمیندار موضع سے تبلایا جاتا تھا۔ عورت کی طرف سے بیان تھا کہ وہ بچہ پیدا ہونے کے وقت بیہوش ہوگئی تھی۔ اور بچہ مردہ پیدا ہوا تھا۔ سر جان سٹنلی اور مسٹر جسٹس ٹڈبال نے مثل دیکھکر قرار دیا کہ اس کا ثبوت نہیں ہے کہ عورت نے بچہ کا گلا گھونٹا یا اُس کی پیدائش کا اخفا کیا۔ لہذا اپیل منظور ہو کر عورت رہا ہوگئی۔

چونکہ آج کل بمبئی میں بچے بکثرت ضائع ہوتے ہیں۔ لہذا ۲۷ ماہ حال کو ایک جلسہ اس غرض سے ہونے والا ہے کہ غور کرے کہ بمبئی میں زچہ عورتوں کے لئے ہسپتال قائم کرنے کی کیا فکر کرنی چاہئے۔ ہیلتھ افسر کی رائے ہے کہ کارخانجات کے قریب میں ہسپتال مختلف ذاتوں کی عورتوں کیلئے قائم کیا جاوے۔

شہر پورینہ کے گرد و نواح میں ایک درجن سے زیادہ چیتے ان دنوں منڈلا رہے ہیں اب تک یہ جانور مویشیوں وغیرہ پر حملہ کرتے تھے۔ لیکن ان کا حوصلہ یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ اکیلے دوکیلے آدمیوں کو بھی مار کر کھا جاتے ہیں۔ شکاریوں کو توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ ان موذیوں کا کام تمام کریں۔

مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو معلوم ہوا ہے کہ آئندہ نمائش کو مزید فنڈ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انہوں نے مہربانی سے اپنے پہلے چار ہزار کے عطیہ کے علاوہ تین ہزار روپیہ عطا کیا ہے اور پانچ ہزار روپیہ ریاست کے بڑے بڑے اہلکاروں نے سو سو کے چندہ سے جمع کیا ہے۔

۲۳ ماہ نومبر کی شب کو ضلع پشاور کے ایک موضع کٹھر بی میں ڈاکوؤں نے چھاپہ مارا اور دو چوکیداروں کو مار ڈالا خود ڈاکوؤں سے دو زخمی ہوئے۔ اور ایک کو گاؤں والوں نے مار ڈالا۔

ٹوکیو کے تار مظہر ہیں کہ شموفو نشیکی کے قریب سخت طوفان آیا۔ ایک جاپانی جہاز تباہ ہوگیا۔ اور معلوم ہوا ہے کہ جتنے آدمی اس پر سوار تھے سب غرق ہوگئے ان میں سے دو آدمیوں کو سمندر کی لہروں نے کنارہ پر پھینک دیا۔

بمبئی کی آتشزدگی میں جو ذخیرہ کھانڈ جلکر راکھ ہوا ۴ لاکھ ۸۳ روپیہ مالیت تھا

ڈکیتی بالاست کے جرم میں دو بنگالیوں کو دس دس۔ ایک کو چھ۔ ایک کو پانچ سال قید سخت ہوئی۔

لوکل

میاں اودے چند صاحب نائب تحصیلدار لودیانہ جنگی خدمات کو نہایت ہی خوش اسلوبی سے ادا کر کے بعہدہ عہدہ ضلع ہوشیارپور کو تبدیل ہوئے۔ میاں صاحب قریباً گیارہ ماہ اس تحصیل میں تشریف فرما رہے۔ جناب نہایت ہی خوش خلق انصاف پسند اعلے درجے کے کارکن اور نیک نام افسر تھے۔ اُن کی تبدیلی کا سب کو رنج ہے۔

میاں صاحب کی جگہ جناب شیخ مولا بخش صاحب جو بڑے پرانے اور تجربہ کار افسر ہیں۔ نائب تحصیلدار لودیانہ مقرر ہوئے ہیں۔

جناب خاں صاحب محمد ظفر خاں صاحب تحصیلدار لودیانہ نے بر موقع عید ۲۴ دسمبر کو مذبح خانہ سے شہر میں گوشت لانیکا ایسا اچھا انتظام کیا کہ تمام اہل شہر ان کے مداح ہیں تحصیلدار صاحب موصوف بہت جلد عہدہ ایکسٹرا اسسٹنٹی پر سرافراز ہونے والے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ ایسے نیک نیت اور انصاف پسند حکام ضرور ترقی پاتے ہیں

نیاز مند ماسٹر رام کشن۔

ضرورت

۲ ۴

ایک سرگرم محنت کش اور تجربہ کار بائبل ومن کی ضرورت ہے جو شہر میں زنانہ کام اور نیز دیہات میں بشارت کا کام کر سکے۔ پتہ ذیل پر اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد کے فوراً بھیجنی چاہئے۔

المشتہر

مس سٹر گلینڈسی۔ ای۔ زڈ۔ مشن

بٹالہ ضلع گورداسپور۔



پریسبٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۶ برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں۔ جس حساب سے اب بنک میں ۴۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اسکا ممبر ہو سکتا ہے رپورٹ نیز پراسپکٹس (اردو و انگریزی) انچارج سیکرٹری پادری والٹر جے کلارک ایم۔اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں +

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک ۱؎
ہندوستان پنجاب " " عہ
غیر ملک سے " عہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی +

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	عہ	عہ	سے
چوتھائی کالم	عہ	سے	ھ
نصف کالم	سے	عہ	ھہ
پورا کالم	عہ	عہ	ھ
پورا صفحہ	ھ	ھ	لعہ

ایکدفعہ کیلئے فی سطر ۲ ما بعد کیلئے ۱ فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا +

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں +

تپ دق کی اکسیر دوا

صاحبان یہ دوا پوڈر (سفوف) جو کہ انگریزی و یونانی ادویہ کا مرکب ہے پرانے بخار و کھانسی کو جسکو ڈاکٹروں اور حکیموں نے تپ دق قرار دیا ہو ہمارے تجربہ میں از حد فائدہ مند ثابت ہوئی ہے سینکڑوں دوائیوں کا تجربہ کیا۔ مگر اس سے زیادہ مفید کسی کو نہ پایا۔ جہاں آپنے انگریزی مکسچرس اور پیٹینٹ ادویہ یا سکاٹ املشن۔ پٹرولیم املشن۔ ٹیرول۔ گریالٹ سرپ۔ ماریول پلز۔ گگ لائیڈیس پلز وغیرہ۔ اور یونانی ادویہ۔ عرق شیر۔ قرص کافور۔ وطباشیر اور کشتہ ابرق و طلا وغیرہ استعمال کرنے سے فائدہ نہ اُٹھایا ہو۔ وہاں ہماری ایجاد کردہ دوا کو بھی استعمال کرکے تجربہ آزمائی فرمائیں خدا کے فضل سے فائدہ یقیناً ہوگا۔ اس دوا سے بھوکھ لگتی ہے اور جسم میں بہت طاقت پیدا ہوتی ہے مرض آہستہ آہستہ دور ہوتا جاتا ہے پندرہ روز کی دوا قیمت ایک روپیہ بارہ آنے (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار +

ہیلتھ ریسٹورر پوڈر۔ یہ دوا منددرجہ ذیل امراض کو از حد فائدہ مند ہے ہر ایک گھر میں موجود رہنی چاہئیے پھر ڈاکٹر اور حکیم کی بہت کم ضرورت ہوگی۔ تاپ تلی۔ جلودھر۔ ہاؤ گولہ بدہضمی پیٹ میں ہوا کا بھر جانا کھٹی ڈکار۔ دودھ کا ہضم نہ ہونا۔ درد گردہ و کمر و شکم درد سر پرانا۔ درد جوڑ ہر قسم پرانے دست و پیچش ہیضہ وغیرہ ۲ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

ٹانک پلز۔ یہ گولیاں انگریزی و یونانی نہایت ہی مقوی پُرتاثیر ادویہ سے تیار کی ہیں۔ از حد طاقت پیدا کرتی ہیں ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں لاثانی ہیں قیمت ۶۰ گولیونکی دو روپیہ (عہ)

دوائی بواسیر۔ یہ دوا بواسیر خونی و بادی کو جڑ سے دور کرتی ہے دوبارہ نہیں ہوتی ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

پتہ۔ ایس۔ میتھابیس (فرنیشن) پروپرائیٹر یونانی میڈیکل ہال راولپنڈی شہر

سی بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ سنہ ۱۸۷۵ء

پُرفضا محل وقوع

مستند اُستادان
تسلّی بخش انتظام دکھانا عمدہ
حرفتی کارخانہ بت

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں شرح خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ ۵؎ اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ۔۳ یا زیادہ للعہ۔ کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا +

کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں حسن رکشا کرد کو نول وکیرم وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری میز۔ کرسی۔ وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ قیمت رکشا ۹۰ سے ما ۱۰۰ تک کردکو نول لعہ

مزید دریافت حال کے لئے مینجر صاحب سکول ہذا سے خط و کتابت کریں +

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اُردو و انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے نمونہ کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے تمام درخواستیں بنام ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد ہونی چاہئیں +

بادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینیجر نورافشان کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی براؤن چھپا اور شائع ہوا